تنظیم اسلامی کا ترجمان

22

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

22 تا 28 رمضان المبارک 1440ھ/28 مئی تا 3 جون 2019ء

انقلابی عمل کا پہلا مرحلہ: انقلابی نظریہ

ہر انقلاب کی پہلی ضرورت ایک ایسا انقلابی نظریہ اور انقلابی فلسفہ ہوتی ہے جو پہلے سے موجود Politico-Socio-Economic System کی جڑوں پر تیشہ بن کر گرے۔ اور جب تک اس کے اندر ایسی کاٹ موجود نہ ہو کہ یہ موجودہ سیاسی نظام کو کاٹتا ہو‘ معاشی نظام کو کاٹتا ہو‘ سماجی نظام کو کاٹتا ہو اس وقت تک وہ انقلابی نظریہ نہیں محض وعظ (sermon) ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ نظریہ اور فلسفہ نیا ہے تو معاملہ آسان ہے۔ وہ اپنی اصطلاحات خود وضع کرے گا اور ان اصطلاحات کے معنی خود معین کرے گا۔ لیکن اگر وہ کوئی پرانا نظریہ ہے تو اب اُس کی جدید تعبیر پیش کرنا ہوگی اور اس کی وضاحت دورِ حاضر کی جدید اصطلاحات کے مطابق وقت کی علمی سطح پر کرنا ہوگی۔ پھر اس نظریے کو پھیلایا جائے‘ عام کیا جائے اور اس کے لیے دورِ جدید کے تمام میسر ذرائع ابلاغ استعمال کیے جائیں۔ پہلے کبھی صرف گلیوں بازاروں میں گھوم پھر کر لوگوں کو جمع کر کے دعوت دی جا سکتی تھی یا لوگوں کو کھانے پر بلا لیا جاتا اور ان کے سامنے کوئی بات رکھی جاتی۔ لیکن اب جلسے ہو سکتے ہیں‘ کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سمیت دورِ جدید کے تمام ذرائع ابلاغ انقلابی نظریے کی تشہیر و اشاعت کے لیے استعمال کیے جانے چاہئیں۔

رسولِ انقلاب کا طریقِ انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

قیامِ پاکستان کے بعد علماء کا کردار
مغفرت اور بخشش کے لمحات
خوگر ہیں غلامی کے عوام
عیدالفطر کے مسنون اعمال
مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ
سات خوش قسمت انسان

شیطان کا دوست ہلاک ہوگا

سُوْرَۃُ الْحَجّ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیات: 3، 4

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝۳
كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۴

آیت ۳ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝۳﴾ ''اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی علم کے' اور وہ پیروی کر رہے ہوتے ہیں ہر سرکش شیطان کی۔''

آج کے نام نہاد مذہبی سکالرز اور دانشور بھی اس آیت کا مصداق ہیں' جو عملی طور پر غیر مسلم مغربی تہذیب کی نقالی کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ ذہنی طور پر مغربی افکار و نظریات سے مرعوب ہیں اور ان نظریات کا ہر طریقے سے پرچار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حدیث کی ضرورت و اہمیت کے سرے سے منکر ہیں۔ ان کی روشن خیالی انہیں باور کراتی ہے کہ قرآنی احکام صرف ایک زمانے تک قابل قبول تھے اور انسان کے لیے ہمیشہ ان کا پابند رہنا ممکن نہیں۔ لہٰذا نئے زمانے کی ضروریات کے مطابق قرآنی آیات کو (معاذ اللہ!) over rule کر کے اجتہاد کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن ایک ایسے ہی پاکستانی سکالر تھے' جو McGill یونیورسٹی (مانٹریال' کینیڈا) سے فارغ التحصیل تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ قرآن آنحضورﷺ کا کلام بھی ہو سکتا ہے اور اللہ کا بھی۔ اسی قبیل کے ایک ایرانی سکالر سید حسین نصر بھی ہیں۔ ایسے لوگ یہودی اداروں سے اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرتے ہیں اور پھر ساری عمر یہودیوں سے حقِ وفاداری نبھانے میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی وائٹ ہاؤس سے بھی خصوصی پذیرائی اور حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

آیت ۴ ﴿كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ﴾ ''اس (شیطان) کے بارے میں تو لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی بھی اس کی دوستی اختیار کرے گا' وہ اسے گمراہ کر کے رہے گا''

فرمانِ نبویؐ

روزے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَّصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا)) (متفق علیہ)

جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جو محض اللہ کے لیے ایک دن کا روزہ رکھے گا' مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے روزہ کی وجہ سے اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت کے بقدر دور کر دے گا۔''

تشریح: بندوں کا روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اس کا ثواب بھی خصوصی ہے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اُس کی جزا دوں گا۔ روزہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ پس روزہ کی وجہ سے روزہ دار جنت سے قریب اور جہنم سے دور ہو جاتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تاخلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم

22 تا 28 رمضان المبارک 1440ھ جلد 28
28 مئی تا 3 جون 2019ء شمارہ 22

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

قیامِ پاکستان کے بعد علماء کا کردار

قیامِ پاکستان کے بعد بھی آغاز میں علماء کا کردار شاندار تھا۔ جہاں قائداعظم نے اعلیٰ ظرفی اور وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود پر تنقید کے تیر برسانے والے مولانا مودودیؒ کو ریڈیو پر اسلام کے حوالے سے گفتگو کا موقع فراہم کیا وہاں امیر جماعت نے بھی نہ صرف خوش دلی سے قبول کیا بلکہ نہایت مثبت انداز اور غیر سیاسی انداز میں دعوتِ اسلام کے ابلاغ کا حق ادا کیا۔ قائداعظم کی صحت پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے پہلے ہی جواب دے چکی تھی، لیکن اُن کے عزم اور مشن کی دُھن نے انہیں بستر پر پڑنے نہ دیا، بعدازاں صحت مزید بگڑتی چلی گئی۔ پھر مہاجرین سے جو کچھ ہندوؤں اور سکھوں نے کیا اس نے انہیں بُری طرح متاثر کیا۔ اِس بیماری کے ساتھ وہ ایک سال ایک ماہ زندہ رہے اور اِس انتہائی قلیل وقت میں انہوں نے جو واحد محکمہ قائم کیا وہ نومسلم علامہ اسد کی زیرِ قیادت ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک ری کنسٹریکشن تھا جس نے اسلامی ریاست کے خدوخال طے کرنے تھے۔ قائداعظم 11 ستمبر 1948ء کو اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ اِس صورتِ حال سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ نے علامہ اسد کو پاکستان سے چلے جانے پر مجبور کیا اور حکومتی سطح پر اسلام کے حوالے سے کام ٹھپ ہو گیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تن تنہا ڈیڑھ سال تک حکومتی مجالس میں حکمرانوں کو اسلامی ریاست کی طرف بڑھنے کی ترغیب دیتے رہے، بالآخر وہ بپھر گئے۔ اُنھوں نے آئین ساز اسمبلی میں ایک پُر جوش اور مدلل تقریر کی اور حکومت کو الٹی میٹم دے دیا کہ اُس نے اگر ملک کو اسلامی ریاست بنانے کی طرف کوئی قدم نہ اُٹھایا تو وہ میدان میں نکلیں گے اور عوام کو بتائیں گے کہ مسلم لیگ نے آپ سے فراڈ کیا ہے۔ یہ دھمکی کام آئی اور قراردادِ مقاصد منظور ہوگئی۔ یہ مولانا کا عظیم کارنامہ تھا۔ مسلم لیگیوں نے ایک بار پھر لیت ولعل سے کام لینا شروع کیا اور اس طرح کے سوال کھڑے کرنا شروع کر دیے کہ بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور اہلِ تشیع میں سے کسی کا اسلام نافذ کیا جائے؟ جس پر 31 علماء نے، جن میں ہر مسلک کی نمائندگی تھی، بائیس (22) نکاتی مشترکہ چارٹر پیش کر کے اِس سوال کا دندان شکن جواب دیا۔

1962ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کا ادارہ وجود میں آیا، لیکن 1973ء کے آئین کی تشکیل کے بعد اس نے فعال رول کا آغاز کیا۔ شروع میں اس میں مستند اور مخلص علماء کرام کو شامل کیا گیا اور حقیقت یہ ہے کہ ان علماء نے بڑی جانفشانی اور محنت سے پاکستان میں غیر شرعی قوانین کی نشاندہی کی اور پاکستان کے قوانین کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کے حوالے سے مفید مشورے دیے۔ آئین کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کی تجاویز کو پارلیمنٹ میں پیش کیا جانا لازم تھا، لیکن پارلیمنٹیرینز نے اسے بھی کھیل بنا

لیا اور ان تجاویز کے بارے میں presented کہہ کر آگے نکل جاتے۔ اور بعد ازاں یہ ادارہ سیاسی مفادات کے حصول اور پسندیدہ قوتوں کو نوازنے کا ایک ذریعہ بن گیا۔

اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے حکومت کے پاس سازشوں اور سیاسی حربوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ افسوس علماء اِن سازشوں کو سمجھ نہ سکے یا سادہ لوحی میں سیاست دانوں کے ہاتھوں استعمال ہوتے رہے۔ 1953ء کی اینٹی قادیانی تحریک درحقیقت مسلم لیگیوں کی اندرونی جنگ کا حصہ تھی۔ پنجاب کے وزیرِاعلیٰ میاں ممتاز احمد دولتانہ خواجہ ناظم الدین کی جگہ خود وزیرِاعظم بننا چاہتے تھے۔ انہوں نے علماء کو جذباتی طور پر استعمال کیا۔ تحریک بے نتیجہ رہی اور قادیانیوں کا کچھ نہ بگڑا' بلکہ وہ تقویت حاصل کر گئے اور انہوں نے حساس اداروں میں کئی اہم پوزیشنوں پر قبضہ کر لیا۔ اُنھوں نے اپنی قوت کو غلط assess کر لیا۔ 1974ء میں بھٹو حکومت کے خلاف سازش کی' جس میں بھٹو کو قتل کرنے کا پروگرام بھی شامل تھا۔ سازش پکڑی گئی۔ بھٹو اب قادیانیوں کے دشمن تھے' لہٰذا علماء نے ایک تحریک چلائی' جسے خود حکومت نے بڑھاوا دیا اور قادیانی غیر مسلم قرار دے دیے گئے۔ آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو مسلمانوں کی فہرست سے نکال تو دیا گیا لیکن اِس ترمیم میں ابہام رہ گئے یا رکھے گئے جس سے قادیانیوں کا کچھ نقصان تو ہوا اور انہیں اپنا سیکرٹیریٹ پاکستان سے باہر منتقل کرنا پڑا۔ لیکن قادیانی فتنہ فرو نہ ہو سکا اور وہ آج تک نہ صرف پاکستان بلکہ اُمت مسلمہ کو مسلسل نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہ فتنہ اُسی صورت میں دفن ہو سکتا تھا جب صحیح شرعی قوانین کا نفاذ ہوتا۔

قیامِ پاکستان کے بعد علماء سے جو سب سے بڑی غلطی ہوئی وہ انتخابی سیاست میں کود پڑنا تھا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اِس حوالے سے مولانا مودودیؒ کی جماعت نے پہل کی' پھر دیکھا دیکھی دوسری اسلامی جماعتیں بھی انتخابات میں حصہ لینے لگیں۔ نتیجہ کیا نکلا؟ یہ تاریخ کا تکلیف دہ سبق ہے۔

1977ء میں انتخابی دھاندلی کے خلاف اُٹھنے والی اینٹی بھٹو تحریک کو ''تحریک نظام مصطفیٰ ؐ'' کا نام دینا پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا افراڈ تھا۔ اِس تحریک میں اگرچہ مسلمانوں کے تمام مسالک کے علماء نے بھرپور حصہ لیا' لیکن کسی ایسی تحریک کو تحریکِ نظام مصطفیٰ ؐ کہنا جس میں بیگم ولی خان اور ایئر مارشل اصغر خان جیسے خالص اور کٹر سیکولر شامل ہوں' بہت بڑی زیادتی تھی اور علماء کرام کی سنگین اور ناقابلِ فراموش غلطی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فوج نے ملکی سلامتی کے خطرے کو عذر بنا کر مارشل لاء لگا دیا۔ جونہی بھٹو منظر سے غائب ہوا تحریک دم توڑ گئی' کیونکہ یہ تحریک نظام مصطفیٰ ؐ نہیں بلکہ اینٹی بھٹو تحریک تھی۔ مارشل لاء والوں نے علماء کرام کے کندھوں کو تھپتھپایا' انہیں وزارتیں دے دیں' لیکن چند ماہ میں اُن کی چھٹی کرا دی اور خود گیارہ سال بلکہ تاحیات حکومت کی۔ علماء ہاتھ ملتے رہ گئے۔ ضیاء الحق چونکہ نام نہاد تحریک نظام مصطفیٰ ؐ کے نتیجہ میں حکمران بنے تھے لہٰذا گیارہ سال تک قوم کو اسلام کی لوری دیتے رہے۔

ضیاء الحق کے بعد نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کرسی کرسی کھیلتے رہے اور سچی بات یہ ہے کہ سیاسی میوزیکل چیئر کے اِس کھیل میں علماء کرام کبھی ایک کو سہارا دیتے اور کبھی دوسرے کو۔ یوں بھی ہوا کہ جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا مفتی محمود اسلام بے زار نیشنل عوامی پارٹی کی آشیرباد بلکہ عملی مدد سے سابقہ صوبہ سرحد اور موجودہ خیبر پختونخوا کے وزیرِاعلیٰ بنے' اور یہ بھی ہوا کہ اسٹیبلشمنٹ کی بنائی ہوئی ''آئی جے آئی'' میں جماعت اسلامی مسلم لیگ سے بغل گیر ہو گئی۔ یہ وہ وقت تھا کہ اسلامی جماعتوں کے پاس اکثر حلقوں میں اتنے ووٹ تھے کہ سیکولر جماعتیں اُن کی چاپلوسی کرتی رہیں' لیکن اللہ معاف کرے' پھر وہ وقت آیا جو اب تک چل رہا ہے کہ اسلامی جماعتیں سیکولر جماعتوں کے پیچھے انتخابی اتحاد کا جھنڈا لیے بھاگتی نظر آتی ہیں اور سیکولر جماعتیں اور لیڈر مڑ کر دیکھنے کے روادار نہیں۔

اسلامی سیاسی جماعتوں اور ان کے راہنماؤں کی فرسٹریشن جب اپنی انتہا کو پہنچی تو انہوں نے مشرف دور میں ظاہری طور پر ایک مثبت فیصلہ کیا اور ''ایم ایم اے'' کے نام سے ایک انتخابی اتحاد بنا لیا۔ اس طرح پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ وہ قومی اسمبلی میں بہت سی نشستیں اور صوبہ سرحد میں حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن یہ راز بھی جلد طشت از بام ہو گیا۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف مولوی حضرات کی اسمبلیوں میں نمائندگی دکھا کر امریکہ کو خوفزدہ کر کے مجبور کرنا چاہتا تھا کہ امریکہ اُس کی پشت پناہی جاری رکھے' کیونکہ اُسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ امریکہ کسی وقت اُس کی پشت سے ہاتھ اُٹھا سکتا ہے۔ اِسی وجہ سے MMA کو ''ملا ملٹری الائنس'' کہا گیا تھا۔ وکی لیکس نے مولانا فضل الرحمٰن پر الزام لگایا تھا کہ اُنہوں نے امریکہ کو پیغام بھجوایا کہ اگر انہیں وزیرِاعظم بننے کا موقع دیا گیا تو وہ دوسرے سیاست دانوں کی نسبت امریکہ کی کہیں بہتر خدمت کریں گے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ الزام سچا ہے یا جھوٹا' لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایم ایم اے نے اپنی اس جزوی کامیابی کے بعد اسلام آباد میں یورپ کے سفیروں کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا تھا

اور اپنے حوالے سے کچھ صفائیاں پیش کی تھیں۔ بہرحال مولانا وزیراعظم تو نہ بن سکے لیکن اُنھوں نے آخر تک فوجی ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف کا بھرپور ساتھ دیا۔ پانچ سال تک صوبہ سرحد میں حکومت کی' لیکن اسلام کے حوالے سے ایک بھی ٹھوس قدم نہ اُٹھایا۔ البتہ جب اگلے انتخابات قریب آئے تو ''حسبہ بل'' کے نام سے ایک بل اسمبلی سے پاس کرایا جسے عدالت نے مسترد کر دیا۔ مشرف دور میں اسمبلیوں سے ایسے قوانین منظور کروائے گئے جو کھلم کھلا خلافِ شریعت تھے۔ انتہائی تکلیف دہ بات ہے کہ سیاسی علماء نے ان قوانین کے خلاف چند ایک بیان داغے لیکن عملاً کچھ نہ کیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ ہم اسمبلیوں کی نشستوں سے مستعفی ہو جائیں گے' لیکن عملاً نہ ہوئے' بلکہ مشرف حکومت سے بالواسطہ تعاون جاری رکھا۔ لہٰذا حق بات یہ ہے...... اور اُصولی طور پر اگر حق بات کے کہنے سے آسمان کے ٹوٹ پڑنے کا خطرہ بھی ہو تب بھی اِس سے باز نہیں رہنا چاہیے اور وہ حق یہ ہے...... کہ انتخابی سیاست سے سیاسی علماء نے اپنی ذات اور اپنی جماعت کے لیے تو بہت فوائد حاصل کیے لیکن اسلام کے حوالے سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی' بلکہ یہ کہا جائے تو ہرگز غلط نہ ہوگا کہ علماء کی اسمبلیوں میں موجودگی کے باوجود اسلام کو بحیثیت نظام نہ صرف پسپائی کا سامنا کرنا پڑا بلکہ نفاذِ اسلام کا مطالبہ ہی کمزور پڑ گیا' جس کے یہ سیاسی علماء مکمل طور پر ذمہ دار ہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد علماء کرام کے کردار کے حوالے سے ایک وضاحت کی جاتی ہے کہ اِس کھیل تماشے میں صرف سیاسی علماء یعنی جو انتخابات میں حصہ لیتے ہیں اور اقتدار کے کھیل میں شریک ہوتے ہیں' صرف وہ قصوروار ہیں' مدارس میں قال اللہ و قال رسول اللہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والوں کا کوئی تعلق اور کوئی قصور نہیں۔ اس بات میں اپنی جگہ وزن ہے۔ اقتدار کی سیاست اور انتخابی اتحادوں کے جوڑ توڑ میں مدارس کے علماء کہیں نظر نہیں آتے' لیکن اہم سوال بلکہ اہم اعتراض یہ ہے کہ درس و تدریس کرنے والے علماء نے سیاسی علماء کو اپنے اُوپر مسلط کیوں کر رکھا ہے؟ اُن سے نجات کیوں حاصل نہیں کرتے؟ جبکہ اِن سیاسی علماء کا کردار روزِ روشن کی طرح عیاں ہے اور وہ اپنے سیاسی مقاصد کے لیے ان ہی مدارس کے طلبہ اور اساتذہ کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ سیاسی سرپرست صاف صاف کہتے ہیں کہ اسلام صرف مدارس کی حد تک ہے' سیاست کا میدان الگ ہے۔ گویا وہ زبانِ حال سے کہتے ہیں کہ اسلام کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ اور دوسرے ہی سانس میں اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات بھی قرار دیتے ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں اور اِس پس منظر میں انتہائی اہم سوال یہ ہے کہ کیا مدارس کے علماء کا معاشرے سے کوئی لینا دینا نہیں؟ معاشرے کا بگاڑ جس حد تک پہنچ چکا ہے' ایک عالم دین کو جہاں کہیں بھی وہ ہے' اپنی ذاتی اغراض اور مفادات سے بالاتر ہو کر نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہیں کرنا چاہیے؟ کیا اُن کا موجودہ طرزِ عمل ایک طرح کی رہبانیت نہیں ہے؟ معاشرے میں بڑھتی ہوئی بُرائیوں کے سیلاب کے آگے آخر کون بند باندھے گا؟ اور کیا قرآن و حدیث سے ایسی مثالیں نہیں ملتیں کہ بدکردار معاشروں پر جب عذاب نازل ہوا تو گندم کے ساتھ گھن بھی پس گیا؟ کیا روزِ قیامت اللہ ربّ العزت کی عدالت میں یہ علماء کا جواب کفایت کرے گا کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ باہر کیا ہو رہا ہے' ہم تو بس تیرا دین پڑھا رہے تھے؟ جبکہ ہم نے علماء ہی سے سنا ہے کہ ایک عابد کی سینکڑوں سال کی عبادت اس لیے بری طرح رد کر دی گئی اور اسے بدترین سزا دی گئی' کیونکہ وہ اس سے لاتعلق تھا کہ اُس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔

ہم مدارس کے علماء کی نیت پر ہرگز شک نہیں کرتے' لیکن وہ کیوں نہیں سوچتے کہ جن طلبہ کو وہ اللہ اور رسول ﷺ کا دین سکھا رہے ہیں انہیں بالآخر اس معاشرے کا حصہ بن کر زندگی گزارنی ہے' جو اَخلاقی برائیوں' ضلالت اور دجل وفریب کا سمندر بن چکا ہے۔ یہ بیچارے اپنا دامن کیسے بچائیں گے؟ کیا نمک کی کان میں داخل ہونے کے بعد نمک بننے سے بچا جا سکتا ہے؟ اور یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات مساجد سے ایسی ایسی خبریں آتی ہیں کہ نمازیوں کا بھی شرم سے سر جھک جاتا ہے۔ کیا ہم علماء کو یاد کرائیں گے کہ اللہ ربّ العزت نے یومِ سبت کی خلاف ورزی کرنے والوں سے اور ان کے طرزِ عمل پر خاموش اور لاتعلق رہنے والوں سے کیا سلوک کیا؟

سیاسی علماء سے تو اسلام کے حوالے سے ہماری اُمیدیں خاک میں مل چکی ہیں' البتہ مدارس کے علماء سے ابھی کچھ اُمیدیں وابستہ ہیں۔ ہم اُن سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ وہ سیاسی علماء سے نجات حاصل کریں۔ اللہ پر بھروسا رکھیں جو ہمارا خالق و مالک ہی نہیں رازق اور واحد مشکل کشا بھی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں پانی ابھی سر سے نہیں گزرا۔ اب بھی یہ علماء کرام پاکستان میں وہ رول ادا کر سکتے ہیں جس سے پاکستان اسلامی فلاحی ریاست بن سکتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کا لایا ہوا دین اپنی آن بان اور شان سے پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنا سکتا ہے۔

❁❁❁

مغفرت اور بخشش کے لمحات

(سورۃ البقرہ کے 23ویں رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں انجمن خدام القرآن کے ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر عارف رشید کے 17 مئی 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراہیم

محترم قارئین! رمضان المبارک کا برکتوں والا مہینہ رخصت ہو رہا ہے۔ اس ماہ مقدس کا ایک ایک لمحہ ہمارے لیے اپنے اندر رحمتوں، برکتوں، مغفرتوں کا بے انتہا سامان سموئے ہوئے ہے۔ اگر ہم خلوص دل اور اتباع سنت میں ان لمحات کو گزاریں گے تو نہ معلوم کون سے لمحہ میں ہماری آرزو مقبول ہو جائے تو وہ لمحہ ہماری اُخروی کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم ان قیمتی لمحات سے فائدہ اُٹھانے کی ہرممکن کوشش کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے اسی بات کی ترغیب استقبال رمضان کے خطبہ میں فرمائی تھی۔ اس طویل حدیث کا مطالعہ ہم آغاز رمضان میں کر چکے ہیں۔ اس کے آخری حصے میں ارشاد ہے:

''یہ وہ ماہِ مبارک ہے کہ جس کے اوّل حصہ میں رَحمت ہے۔ درمیانی حصہ میں مغفرت ہے اور آخری حصہ میں آگ سے آزادی ہے اور جو صاحبِ ایمان اِس مہینہ میں خادم یا ملازم کے کام یا اوقاتِ کار اور اوقاتِ مزدوری میں تخفیف کرے گا۔ اللہ اُسے بخش دے گا اور اُسے دوزخ کی آگ سے آزادی عطا فرمائے گا۔'' (مشکوٰۃ)

مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے اس حوالے سے بہت ہی پیاری بات بیان فرمائی کہ عام طور پر مسلمانوں میں تین قسم کے طبقات ہوتے ہیں۔ ایک طبقہ تو وہ ہے جو دینی شعائر کی پابندی کرنے والا ہے، عبادات پر کاربند ہے، حلال حرام کی تمیز کرنے والا ہے۔ یعنی دین کا ظاہری سٹرکچر اس نے برقرار رکھا ہوا ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے جس پر رمضان شروع ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سایہ فگن ہو جاتی ہے۔ اس معاشرے کا دوسرا طبقہ وہ ہے جن کی زندگیوں میں کچھ گناہ بھی ہوتے ہیں، فسق و فجور اور غفلت بھی ہے۔ ہم میں سے اکثریت اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ نیکیاں بھی ہیں، خیر کے کام بھی ہیں، شعائر اسلامی کی پابندی بھی ہے، احترام بھی ہے۔ لیکن کچھ ذہول اور کسل بھی ہو گیا، فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے لیکن فوری طور پر متوجہ ہوئے۔ مولانا منظور نعمانیؒ فرماتے ہیں کہ رمضان کا درمیانی عشرہ ان لوگوں کے لیے نوید جانفزا ہے۔

جیسا کہ یہ بات آپ کے سامنے آ چکی ہے کہ رمضان کا پروگرام دو آتشا پروگرام ہے۔ صرف دن کے روزے پر اکتفا کرنا اور اس کے نتیجے میں انسان کے اندر خداخوفی کا پیدا ہونا، تقویٰ کا پیدا ہونا، گناہوں سے بچنے کا جذبہ پیدا ہونا تصویر کا ایک رخ ہے لیکن دوسری طرف بالکل اس کے متوازی پروگرام بھی ہے کہ رات کے قیام میں قرآن پڑھا یا سنا جائے تاکہ قرآن سے تجدید تعلق ہو، اُس کی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اس طور پر جس نے رمضان کا پہلا عشرہ گزارا تو اس کے لیے دوسرا عشرہ نوید جانفزا ہے کہ اس کے لیے مغفرت کا سامان ہو سکتا ہے۔

مولانا منظور نعمانیؒ نے فرمایا کہ اسی مسلمان معاشرے میں وہ طبقہ بھی ہے جو گناہوں کی دلدل میں دھنسا ہوا ہے، شعائر اسلامی کی کوئی پابندی نہیں ہے اور نہ حلال و حرام کی تمیز ہے۔ لیکن اگر وہ شعوری طور پر کوشش کریں اور رمضان المبارک میں داخل ہوتے ہی اللہ کے ساتھ اپنا ناطہ جوڑ لیں تو گویا کہ آخری عشرہ ان کے لیے نوید جانفزا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں تبدیلی پیدا فرما دے۔ ان کے گناہوں کی مغفرت فرما دے۔ گویا وہ لوگ جو گناہوں کی دلدل میں گردن تک دھنسے ہوئے ہیں ان کے پاس بھی موقع ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی مغفرت کروا سکتے ہیں اور اسی آخری عشرہ میں ایک شب ایسی بھی ہے جو شب قدر ہے۔ وہ آخری عشرہ کی کوئی بھی طاق رات ہو سکتی ہے۔ فرمایا کہ جو خلوص نیت کے ساتھ اس رات میں اللہ کے حضور کھڑا ہو گیا، اپنا احتساب کرتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور آئندہ کے لیے عزم کیا کہ میں سرکشی کی زندگی سے تائب ہو کر اتباع سنت میں زندگی گزاروں گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا اور اس کی بخشش کا سامان پیدا فرما دے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم کمر ہمت کس لیں اور رمضان المبارک کے اس آخری عشرہ کو اس کے تقاضوں کے مطابق اس طرح گزاریں کہ جیسے یہ ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو۔ شاید یہ موقع ہمیں دوبارہ نہ ملے۔ کیونکہ کتنے لوگ تھے جو پچھلے سال رمضان میں ہمارے ساتھ تھے مگر آج نہیں ہیں۔ کیا معلوم اگلے سال ہمیں بھی یہ لمحات دوبارہ نصیب ہوں نہ ہوں۔ لہٰذا کوشش کر کے اس آخری عشرہ میں ہمیں اپنی مغفرت اور بخشش کے لیے ہاتھ پیر مارنے چاہئیں۔ سورۃ البقرۃ کے 23ویں رکوع میں روزوں سے متعلق احکام ہیں۔ فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ﴾ ''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔''

روزے کی عبادت جس ماہ میں مخصوص کی گئی ہے اس کی اصل فضیلت نزول قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن نوع انسانی پر اللہ کا سب سے بڑا انعام، سب سے بڑا فضل ہے، جیسے فرمایا گیا: ''(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ یہ (قرآن) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (نازل ہوا)

ہے تو چاہیے کہ لوگ اس پر خوشیاں منائیں! وہ کہیں بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔'' (یونس 58)

یہ قرآن وہ نعمت، وہ دولت ہے کہ اس کے مقابلے میں اگر قارون کا خزانہ بھی جمع کر لیا جائے تو وہ اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ قرآن کوڈ آف لائف ہے جس میں حلال وحرام کے احکامات ہیں، زندگی کی اصل کامرانی کیا ہے، رب کن باتوں سے خوش ہوتا ہے، کن سے ناراض ہوتا ہے' یہ سب اسی سے پتا چلتا ہے۔ اسی میں بار بار کی یاددہانی ہے کہ ایک دن آئے گا جب تمہیں تمہارے رب کے حضور کھڑا کیا جائے گا اور تمہیں اپنے ایک ایک عمل کے لیے جواب دہ ہونا ہوگا۔ لہٰذا رمضان کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ اس میں یہ عظیم نعمت نازل ہوئی جو کہ پوری انسانیت کے لیے ہدایت ہے۔ اس سے قبل جو کتابیں نازل ہوئیں وہ ایک مخصوص وقت اور مخصوص قوم کے لیے ہدایت تھیں لیکن قرآن تمام انسانوں کے لیے ہدایت ہے اور قیامت تک آنے والے ہر دور کے لیے یہ کتاب راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ ذرا اسے ترجمہ کے ساتھ پڑھ کر تو دیکھئے! زندگی کے ہر گوشے میں اور ہر دور کے لیے راہنمائی اس کے اندر موجود ہے۔ لیکن ہم مسلمانوں نے قرآن حکیم کو صرف حصول ثواب کا ذریعہ سمجھ لیا ہے۔ جب بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1984ء میں پہلا دورہ ترجمہ قرآن کروایا تھا۔ اس وقت موجودہ سہولیات بھی نہیں تھیں لیکن اس کے باوجود لوگوں نے پورا قرآن ترجمہ اور تشریح کے ساتھ سنا اور اپنے اندر تبدیلی محسوس کی اور ان کا باقاعدہ یہ کہنا تھا ہمیں تو پہلی مرتبہ معلوم ہوا ہے کہ قرآن ایک زندہ کتاب ہے ورنہ ہم نے تو اسے صرف حصول ثواب کا ذریعہ سمجھا تھا۔ گویا لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید 14 سو سال پہلے کی باتیں ہیں۔ حالانکہ اس میں ہر دور کے لیے راہنمائی موجود ہے اور ہر دور کے حق اور باطل میں فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ گویا اس قرآن کے نازل ہونے کے بعد اب کوئی شے مشتبہ نہیں رہی۔ قرآن نے ہر شے کو کھول کھول کر بیان کر دیا۔

آیت کے اگلے حصے میں اس ماہِ مبارک میں روزے کی فرضیت کا اعلان کیا جا رہا ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ﴾ ''تو جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے (یا جو شخص بھی اس مہینے میں مقیم ہو) اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے''۔ یعنی اس مہینہ میں روزہ رکھنا ہر عاقل وبالغ پر فرض ہے۔ البتہ سفر اور مرض کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی سہولت رمضان کے روزوں میں بھی ہے: ﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ﴾ ''اور جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ تعداد پوری کر لے دوسرے دنوں میں۔''

اس رعایت کی وجہ بھی ساتھ ہی بیان کر دی گئی ہے: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ''اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا''۔ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور سفر میں روزہ نہ رکھنے کی سہولت دی ہے' لیکن اگر کوئی شخص سخت تکلیف اور سخت بیماری میں بھی روزہ رکھ رہا ہے تو وہ ناشکری کر رہا ہے۔ شکر گزاری تو یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی سہولت کو استعمال کریں اور اس سہولت کو رد کر دینا ناشکری ہے۔ مثلاً آپ کو 104 کا بخار ہے' لیکن آپ بضد ہیں کہ مرجاؤں گا' روزہ نہیں چھوڑوں گا تو یہ ناشکری اور کفرانِ نعمت کے زمرے میں آئے گا۔ آگے فرمایا:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝١٨٥﴾ ''تاکہ تم تعداد پوری کرو اور تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر جو ہدایت اُس نے تمہیں بخشی ہے' تاکہ تم شکر کر سکو۔''

یہ قرآن لوگوں کے لیے ہدایت ہے لیکن اس ہدایت سے استفادہ وہی لوگ کریں گے جن کے اندر اس کی کچھ نہ کچھ طلب تو موجود ہوگی۔ جنہیں قرآن کی بات اپنے دل کی بات محسوس ہوگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ پر ایمان لائے لیکن اس شان کے ساتھ ایمان لائے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے جس کے سامنے بھی دعوت توحید پیش کی' ہر ایک نے کچھ نہ کچھ توقف کیا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ فوراً ایمان لے آئے۔ یعنی اُن کے اندر

پریس ریلیز 24 مئی 2019ء

بھارت کا نومنتخب وزیر اعظم نریندر مودی خطے کو جنگ میں جھونک سکتا ہے

امریکہ ایران کو بہانہ بنا کر پاکستان اور چین پر اقتصادی اور فوجی حملے کی تیاریاں کر رہا ہے

ہمیں رمضان کے مہینے میں اللہ سے معافی مانگ کر پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست بنانے کی کوشش کرنی چاہیے

حافظ عاکف سعید

بھارت کا نومنتخب وزیر اعظم خطے کو جنگ میں جھونک سکتا ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ حالیہ بھارتی الیکشن میں جس طرح بین الاقوامی قوتوں، انتہا پسند ہندوؤں اور جنگی جنون میں مبتلا بھارتی معاشرے نے انتہا پسند جماعت بی جے پی کو فتح دلوائی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنے والے وقتوں میں پاکستان اور مسلم دشمنی نئی حکومت کا اوّلین ایجنڈا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ، بھارت اور اسرائیل کا اتحاد دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف ایسی شیطانی چالیں چل رہا ہے جن سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور ایرانی صدر حسن روحانی کے حالیہ بیانات جن میں دونوں نے اس بات کا عندیہ دیا کہ وہ ایک دوسرے سے جنگ نہیں چاہتے، پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حیرت اس بات پر ہے کہ ان بیانات کے بعد امریکی افواج اور بحری قوت کا مشرق وسطیٰ اور خلیج فارس میں موجود ہونے اور اس میں اضافہ کرنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ ایران کو بہانہ بنا کر پاکستان اور چین پر اقتصادی اور فوجی حملے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ یہ تیاریاں تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں لہٰذا پاکستان کو بھی عسکری سطح پر مکمل تیاری کرنا چاہیے۔ لیکن اہم تر بات یہ ہے کہ رمضان کے اس مقدس مہینے میں ہم اپنی لغزشوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور ماضی میں پاکستان کو اسلامی ریاست میں تبدیل نہ کر کے ہم نے اللہ سے کیے ہوئے جس عہد سے بے وفائی کا ارتکاب کیا ہے اس سے تائب ہوں اور اب پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی ریاست بنانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ اس کے نتیجے میں ان شاء اللہ دشمن قوتیں بُری طرح ناکام ہوں گی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

پہلے سے ہدایت کی پیاس موجود تھی تو جیسے ہی ان کے سامنے اللہ کا کلام پیش کیا گیا تو انہوں نے فوراً تصدیق کردی کہ یہی حق ہے اور اس کو فوراً قبول بھی کرلیا۔ اسی طرح قرآن سے ہدایت وہی حاصل کریں گے جن کے دل میں کچھ نہ کچھ خداخوفی ہوگی یا کم سے کم اس راہ کے راہی تو ہوں جو اللہ کی رضا کی طرف جارہی ہے۔ ورنہ کوئی شخص اگر اپنی خواہشات نفس کی بندگی میں لگا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ زبردستی اسے ہدایت نہیں دیتا۔ قرآن میں کئی مقامات پر کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک ہی اُمت بنا دیتا، تمام انسان اللہ کے انتہائی فرمانبردار بن جاتے، ہر انسان انتہائی متقی، زہد وتقویٰ کے بلندترین معیار پر پہنچا دیا جاتا، اللہ کے لیے تو مشکل نہیں تھا لیکن پھر امتحان کس بات کا ہوتا؟

انسان کے اندر خواہشات نفس بھی ہیں، حیوانی جبلتیں بھی ہیں لیکن ساتھ ساتھ اللہ نے ان کے لیے جائز راستہ بھی متعین کردیا: ”جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو دو دو، تین تین، چار چار تک۔“ (النساء:3)

آگے فرمایا:

”تاکہ تم بڑائی کرو اللہ کی اس پر جو ہدایت اُس نے تمہیں بخشی ہے، اور تاکہ تم شکر کرسکو۔“ (البقرۃ:185)

اللہ کی کبریائی کیا ہے؟ ایک ہے اللہ اکبر کہنا، ہم میں سے ہر شخص نماز کی ہر رکعت میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہے لیکن یہ کہنا صرف زبان کی حد تک ہے۔ اگر عملی طور پر میں اللہ کے احکامات کو روند رہا ہوں تو اس کا مطلب ہوا کہ اللہ تو میرے جسم پر بھی بڑا نہیں ہے۔ کتنے حرام کام میری زندگی میں شامل ہیں، خلاف شریعت کتنی ہی چیزیں ہیں جن پر میں عمل کررہا ہوں لیکن زبان سے کہتا ہوں اللہ اکبر تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ ہماری نفسانی خواہشات سے بھی بڑا نہیں ہے۔ معاذ اللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـہَہٗ ہَوٰىہُ﴾ ”کیا آپ نے دیکھا اُس شخص کو جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟“ (الجاثیۃ:23)

یعنی حقیقت میں اللہ کو بڑا نہیں مانا۔ لہٰذا زبان سے اگر ہم سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کا ورد کرتے ہیں تو یہ شعوری طور پر کرنا چاہیے اور عملی طور پر بھی اسے ثابت کرنا چاہیے۔ یہی اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرنے کا اصل تقاضا ہے۔ پھر اس تقاضے کا بلندترین درجہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے دین کو معاشرے پر غالب ونافذ کریں۔ کیونکہ دین اسلام محض چند عبادات ورسومات پر مشتمل ایک مذہب نہیں ہے بلکہ یہ ایک مکمل نظام حیات ہے جو اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صرف دین کی دعوت کا کام ہی نہیں کیا بلکہ دین کو بالفعل قائم کرکے بھی دکھایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول ﷺ کو الہدیٰ اور دین حق دے کر تاکہ غالب کردے اسے کل کے کل دین (نظامِ زندگی) پر خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔“ (الصف:33)

یعنی تاکہ تمہارے اپنے جسم پر بھی اللہ بڑا ہو، تمہارے کاروبار اور تمہاری پارلیمنٹ میں بھی اللہ بڑا ہو۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ﴾ ”اور (اے نبی ﷺ!) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (ان کو بتا دیجیے کہ) میں قریب ہوں۔“ (البقرۃ:186)

روزے کا اصل حاصل انسان کا روحانی ارتقاء ہے اور انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی روح میں سے پھونکا۔ ہمارا روحانی عنصر اللہ کا قرب چاہتا ہے، اللہ سے تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پورا سال ہم اپنے مادی اور حیوانی تقاضے پورے کرنے میں لگے رہتے ہیں کہ بہترین کھانا ہونا چاہیے، بہترین سٹیٹس ہونا چاہیے، بہترین گاڑی ہونی چاہیے۔ لیکن اندر موجود روح سسک رہی ہوتی ہے۔ لیکن رمضان میں جب آپ کے جسمانی اور حیوانی وجود کے اندر ایک کمزوری اور ضعف لاحق ہوتا ہے تو روح کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے رب کے حضور متوجہ ہوسکے۔ یہی روزے کا اصل مقصد ہے کہ انسان اپنے رب کے قریب ہوجائے۔

بدقسمتی سے ہمارے ہاں اس حوالے سے ایک بدترین قسم کا مذہبی استحصال ہورہا ہے۔ کہہ دیا جاتا ہے کہ انسان گناہوں کا پتلا ہے اور اس کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے خالق اور مالک سے بلاواسطہ رابطہ کرسکے۔ خاص طور پر فلسفیانہ مذاہب میں یہ تصور بڑا نمایاں نظر آتا ہے اور اسی تصور کی آڑ میں یہ بدترین مذہبی استحصال کیا جاتا ہے کہ اگر اللہ سے رابطہ کرنا چاہتے ہو تو درمیان میں کوئی واسطہ ضرور ہونا چاہیے۔ جب تک ان واسطوں سے ہوکر نہیں گزرو گے تو اپنے خالق سے تعلق پیدا نہیں کرسکتے۔ لیکن قرآن نے اس باطل تصور کی کلیتاً نفی کردی۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴾ ”ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔“ (التین:4)

اسی انسانیت کے گُل سرسبد انبیاء ورسل ہیں جو آتے رہے اور وہ انسان جو ان کے دست وبازو بنے، یہ سب گواہ ہیں کہ انسان کی تخلیق بڑے بلند مقام پر ہوئی تھی لیکن جب انسان نے صرف اپنے مادی وجود پر فوکس کرلیا تو پھر وہ اپنے مرتبے سے گر کر پست ترین مقام پر پہنچ گیا:

﴿ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ﴾ ”پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین حالت کی طرف۔“ (التین:5)

لہٰذا جب انسان اپنے مادی وجود سے توجہ ہٹا کر اپنے روحانی وجود کی طرف توجہ دیتا ہے اور اپنے روحانی تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اتنا ہی رب کے قریب ہوجاتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ: ”جب میرے بندے آپ ﷺ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (ان کو بتا دیجیے کہ) میں قریب ہوں۔“ آگے فرمایا:

﴿اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾﴾ ”میں تو ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی (اور جہاں بھی) وہ مجھے پکارے، پس انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں، تاکہ وہ صحیح راہ پر رہیں۔“

گویا ہر انسان بغیر کسی واسطے کے اللہ کا قرب حاصل کرسکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بھی اللہ کا فرمانبردار بندہ بن جائے۔ اللہ تو ہر ایک کی پکار کو سنتا ہے لیکن پکارنے والے کو بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنے رب کی فرمانبرداری کررہا ہے یا شیطانی کردار ادا کررہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ دوطرفہ ہونا چاہیے۔ پھر اللہ تعالیٰ لازماً دعائیں قبول فرمائے گا۔ سورۃ البقرۃ کی آیت 152 میں اسی حوالے سے فرمایا: ﴿فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ﴾ ”پس تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا“۔ ایک حدیث کے الفاظ تو اس قدر خوبصورت ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”میں اپنے بارے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہترین جماعت میں یاد کرتا ہوں، اگر وہ بالشت بھر میرے قریب آئے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں اگر وہ ایک ہاتھ (کے فاصلے برابر) میرے قریب آئے تو میں دو ہاتھ (پھیلانے کے فاصلے کے برابر) اس کے قریب آتا ہوں، اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آئے تو میں دوڑتا ہوا اس کے پاس آتا ہوں۔“ (صحیح بخاری:7405)

کیا سعادت ہے، کیا نصیب کی بات ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ کی فرمانبرداری کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی ان برکات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

8

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

26 سنگ اگر گیرد نشان آں سجود
در ہوا آشفتہ گردد ہم چو دود!

(بندہ مومن جہاں سجدہ ریز ہوتا ہے) پتھر پر بھی اگر (مومن کے) سجدے کا نشان آجائے تو وہ پتھر اس نشان سجدہ کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہوکر ہواؤں میں منتشر ہو جاتا تھا (اور پاؤں تلے آنے کی بجائے رفعتوں کو پالیتا تھا)

27 ایں زماں جز سر بزیری ہیچ نیست
اندر و جز ضعف پیری ہیچ نیست!

(عصر حاضر کسی خضرِ وقت کی تلاش میں ہے کہاں دورِ صحابہؓ اور کہاں آج کا سجدہ) یہ سجدہ سر جھکانے کے سوا کچھ نہیں صدیاں گزر گئیں اس سجدہ میں عمر رسیدگی کے ضعف کے سوا کچھ (باقی) نہیں رہ گیا

28 آں شکوہ رَبّی الاعلیٰ کجا ست
ایں گناہ او ست یا تقصیر ما ست؟

(سجدے کی حالت میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے اس میں) مردِ مومن کے الفاظ 'ربی الاعلیٰ' کی شان ہی اور ہے ایسی کیفیت (آج کے) ہمارے سجدوں میں عنقا ہے یہ سجدے کی نارسائی ہے یا (سجدہ کرنے والے غلام ابن غلام) مسلمان کا قصور ہے

29 ہر کسے بر جادۂ خود تند رَو
ناقہ ما بے زمام و ہرزہ دو!

اے پسر! عصر حاضر میں تمام قومیں (اپنے اجتماعی ضمیر اور نصب العین کے ساتھ) اپنے اپنے طے شدہ راستے پر گامزن ہیں جبکہ امت مسلمہ (غیر منظم ہے غلام ہے) شتر بے مہار کی طرح اور بے مقصد آگے بڑھ رہی ہے

30 صاحب قرآن و بے ذوق طلب
العجب ثم العجب ثم العجب

(آج کے مرد مسلمان کا سجدہ افسوس!) حامل قرآن ہوکر بھی مسلمان (اسرار رموز کی بے قدری کی وجہ سے) بے ذوق ہے بے بہرہ ہے تعجب کی بات ہے پھر تعجب اور پھر تعجب ہے

26۔ ماضی کا بندہ مومن جب اپنے رب کے حضور سجدہ کرتا تھا تو وہ سنگ آستاں اس کے سجدے کے نشان کی وجہ سے کسی کے قدموں تلے آنے کی بجائے ریزہ ریزہ ہوکر غبار بن جاتا تھا اور ہوا میں تحلیل ہوکر رفعتوں کو پالیتا تھا (دیکھتے نہیں! سجدہ کے نشانوں کا تو کیا کہنا حضرت ابراہیم کے پاؤں کے نشانوں والا وہ خوش نصیب پتھر حرم میں نصب ہے اور مقام ابراہیم بن کر اہل ایمان کی سجدہ گاہ ہے۔ قرآن پاک میں ہے: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (125:02) (اور جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اس کو نماز کی جگہ بنالو)

27۔ اے عزیز من! آج ہمارا سجدہ کسی باطنی سوز یا آشفتگی کا پتہ نہیں دیتا بلکہ وہ صرف سر جھکانے کے سوا کچھ نہیں۔ (عصر حاضر کسی خضر راہ کا منتظر ہے جو ہمارے قلوب واذہان میں سوز، حرکت اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ (DYNAMISM) پیدا کردے) ورنہ ہمارے سجدے تو ضعفِ پیری کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں۔ ورنہ بندۂ مومن کے لیے طبع بلندے، مشرب نابے، نگاہِ پاک بینے، دلِ گرمے اور جان بے تابے☆ کے سوا کوئی زادِ راہ یا حاصلِ سجدہ نہیں۔

28۔ اے پسر! آج کا مردِ مسلمان اپنے ربّ کو راضی کرنے کے لیے سجدہ کرنے اور اس کی عظمت کا اقرار کرنے سے گریزاں ہے اور اسی کی پاداش میں ہر اہم جگہ اور ہر چھوٹے بڑے آستانے پر سجدہ ریز ہے اور اس کے سجدوں میں 'میرا رب سب سے اوپر ہے (ربی الاعلیٰ)' کا MESSAGE نہیں بلکہ اس کا ہر روز تہذیب فرنگ کے خداؤں کے سامنے ایسا سجدہ کرنے کے لیے آتا ہے جس میں رکوع وسجود ہے قیام نہیں ہے۔

29۔ اے مسلم نوجوان! عصر حاضر میں ہر قوم (سوائے مسلمانوں کے) اپنے قومی اجتماعی نصب العین اور اجتماعی ضمیر کی روشنی میں آزادی سے ہمکنار ہے۔ اُمت مسلمہ درجنوں ممالک میں تقسیم فرنگی صیہونی ظالم استعمار کی غلامی کے دن گزار رہی ہے اور اس امت کے رہنماؤں اور اشرافیہ کی اکثریت کو غلامی کی زندگی میں سکون ہے اور آزادی کے لیے کوشاں نہیں ہے۔ امت مسلمہ جذبۂ آزادی سے محروم شتر بے مہار کی طرح بے مقصد آگے بڑھ رہی ہے۔

30۔ اللہ کی بندگی کرنے والا بندۂ مومن ہو، قرآن کو مانتا ہو، جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو مجبور کرکے اپنی قوم کو آزادی دلانے کے واقعات ہیں پھر بھی جنوبی ایشیا کا مسلمان بے ذوق ہے اور غلامی پر راضی ہے۔ مسلمان اکابرین واصاغرین کا یہ رویہ عجیب ہے حیران کن ہے اور حیرت افزا ہے۔

چہ باید مرد را طبع بلندے، مشرب نابے
دلِ گرمے، نگاہِ پاک بینے، جانِ بیتابے

طلوعِ اسلام (علامہ اقبال)

خوگر ہیں غلامی کے عوام

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان کی معاشی تباہی و بربادی کی ہندسوں سے بھری داستان کی کئی جہتیں ہیں۔ سیاست دانوں کی لوٹ مار کی ہوشربا داستانیں، اخبارات کے صفحے کالے کرتی اور کالموں کا پیٹ بھرنے کا کام کرتی ہیں۔ ساری کہانیاں اربوں کی خرد برد، ہیرا پھیری پر مبنی ہوتی ہیں۔ تاہم آہنی پردوں کے پیچھے والوں کی معیشت؟ یہ تو نوگوایریا ہے جہاں صحافیوں اور بڑے بڑے میڈیا کے خبر نکالنے کے ماہرین کے پر جلتے ہیں۔ معیشت کا ان کا اپنا ایک نظام ہے۔ لیکن لب سی لو خاموش رہو۔ صنعتی بربادی، زراعت کی کس مپرسی بھی پنبہ کجا کجا نہم والی معیشت ہی کا قصہ ہے۔ برآمدت کے گوناگوں مسائل اور نااہلیاں مزید چرکے لگانے کو ہیں۔ بھارت کو کھجور برآمد کی بندش دیکھ لیں۔ اس سے پھل ضائع اور کروڑوں کا نقصان متوقع ہے۔ سٹاک مارکیٹ کا کریش کر جانا، معاشی ہچکیوں، ہچکولوں سے بھرا منظرنامہ ہے۔ آئی ایم ایف کے آپریشن تھیٹر میں مریض معیشت ڈال دی گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ گردے بھی چرالے جائے۔ سارے کارندے اس کے اپنے ملازم ہیں جو چیر پھاڑ پر مامور ہیں۔ کمی صرف اس بات کی ہے کہ وزیراعظم بھی انہی کا لگ جائے! شبر زیدی، FBR کے نئے سربراہ، قبل ازیں اسلامی بینک میں کسب بینک کو ضم کرنے کے عمل میں غیر شفافیت کے سکینڈل میں نیب زدہ ملزم بنے تھے، کیونکہ قومی خزانے کو اربوں روپے کا نقصان ہوا۔ (ایکسپریس ٹریبون رپورٹ۔ 23 دسمبر 2018ء) تاہم آئی ایم ایف کو ان پر اعتماد ہے تو پاکستان نخرہ کرنے والا کون ہوتا ہے؟ منہ دھو دھلا کر آ گئے ہیں! ہمارا بال بال پہلے ہی قرضوں میں پھنسا ہے، اب نئے قرضوں کی تہہ چڑھا کر آئی ایم ایف نجانے کیا کیا فیصلے اور افراد ہمارے مقدر باندھ جائے گا!

لیکن مجھے اس دیس میں پیدا کیا تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند!

ڈالر اور پٹرول آسمان کی طرف مائل بہ پرواز ہے۔ آسان حساب کے لیے جلد 150 پر پہنچ جائے گا۔ عوام الناس کی گردن اس سے منسلک مہنگائی کے ہاتھوں اوپر جاتی قیمتیں دیکھتے دیکھتے شل ہو گئی ہے۔ ایسے میں مزید خبریں اس نوعیت کی زخموں پر نمک چھڑکنے کو ہیں کہ سماجی بہبود اور خدمت خلق کی 11 تنظیموں اور اداروں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ مسلمان غرباء، مساکین، بیواؤں، یتیموں کی کفالت بھی نائن الیون کے بعد سے دہشت گردی کے زمرے میں آتی ہے۔ اس کی آڑ میں سعودی عرب سے مسلم دنیا میں خیراتی سرگرمیوں میں فراخدلانہ عطیات والے حرمین شریفین فاؤنڈیشن، نوعیت کے ادارے بند کیے گئے۔ دینی جماعتوں کی خدمت خلق پر مامور، الرشید ٹرسٹ، قسم کے بے شمار ادارے، تنظیمیں پابندی کا شکار ہوئیں۔ مرتے ہوئے مسلمان یا فاقہ زدہ کے منہ میں جان بچانے کو پانی، لقمہ ڈالنا جرم قرار پایا اور مسلم حکومتوں نے اسے قبول اور نافذ بھی کیا۔ عیسائی تنظیمیں، این جی اوز کے خیراتی ادارے پوری دنیا سے اموال اکٹھے کرنے اور مخصوص مقاصد، مشنری ایجنڈوں کے تحت کام پر پوری آزادی سے مامور ہیں۔ کالے دجال کا کانا انصاف کارفرما ہے۔ افغانستان میں عیسائیت کے پرچار سے منسلک خیراتی تنظیمیں ڈنکے کی چوٹ کام کر سکتی ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے نام سے تنظیم بنگلہ دیش میں روہنگیا مسلمانوں میں قادیانیت کے پرچار کے لیے مسلمانوں میں جابجا، جاگھسی ہے۔ مغرب کی طرف سے انہیں پیسہ اور سہولیات بھرپور فراہم کی جاتی ہیں۔ برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر!

تاہم اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔ سینکڑوں صدیوں سے خوگر ہیں غلامی کے عوام! جہاں ایک طرف کفر کے مطالبات کے آگے دبے جھکے چلے جانے کا منظر ہے، وہاں اندرون خانہ سارا غبار باہم سر پھٹول میں نکلتا ہے۔ ہر جگہ ہی ہاتھیوں کی لڑائی میں عوام الناس پس رہے ہیں۔ پہلے دنگا فساد، درپے آزار پارلیمنٹ میں گریجویٹ اسمبلیوں کے ارکان ہوئے۔ وکلاء گردی بھی ہوتی رہتی ہے۔ پنجاب میں حکومتی ناانصافیوں، پالیسیوں کے خلاف ینگ ڈاکٹرز ہڑتالوں پر رہے۔ اب باری ہے کے پی کے، کی۔ جہاں لیڈی ریڈنگ ہسپتال کے چیئرمین ڈاکٹر نوشیروان برکی (عمران خان کے کزن) سے ڈاکٹر ضیاء الدین آفریدی اسسٹنٹ پروفیسر خیبر ہسپتال میٹنگ کے لیے وقت مسلسل نہ ملنے پر، دو گھنٹے انتظار کرتے رہے۔ پیمانہ صبر لبریز ہونے پر کانفرنس روم میں (انہیں مصروف میٹنگ پا کر) ان پر 6 انڈے برسا آئے۔ اس گستاخی کی سزا صوبائی وزیر صحت کے گارڈ اور پھر وزیر ڈاکٹر ہشام انعام اللہ نے بہ نفس نفیس دے ڈالی۔ شدید تشدد کر کے کالا پیلا نیلا کر ڈالا! یہ آگ صوبے بھر کے ہسپتالوں میں پھیل گئی۔ پشاور تا ایبٹ آباد تمام سرکاری ہسپتال لپیٹ میں آ گئے۔ ڈاکٹرز، برکی کے استعفے اور وزیر کے خلاف FIR کا مطالبہ لیے ہڑتال پر چلے گئے۔ مریض رل رہے ہیں۔ عوام خوار وزراء مارے مارے پھر رہے ہیں۔ گورننس سر پکڑے رو رہی ہے! پورا ملک ہمہ نوع تبدیلیوں کی لپیٹ میں ہے۔ یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر! خیر کی کوئی خبر میسر نہیں!

یہ الگ کم نصیبی ہے کہ ہم رمضان کی مبارک ساعتوں میں بھی اپنے خالق مالک رازق کی طرف پلٹنے، رجوع کرنے کو تیار نہیں۔ یہی ہمارے قومی بحرانوں کی وجہ وحید ہے!

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاج ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

اللہ رب تعالیٰ کی ناراضی مول لینے کو رمضان میں مدارس پر چھاپے مار کر آدھی رات کو ان کا تقدس پامال کیا جا رہا ہے۔ علماء، مدارس، دینی تعلیم کے حوالے سے ہم پر تمام تر دباؤ امریکہ اور ہمارے معاشی ناخداؤں کا ہے۔ ان کے عزائم امریکی سیکرٹری سٹیٹ، ٹیلرسن کے بیان میں دیکھے جا سکتے ہے جو حال ہی میں مسلم دنیا بارے جاری ہوا ہے۔ ڈنکے کی چوٹ سعودی عرب سے انتہا پسند وہابی سوچ کی مکمل بیخ کنی پر پیش رفت کے حوالے سے یہ ارشادات فرمائے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سعودیوں کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے ریاض میں ایک سینٹر کا افتتاح ہو چکا ہے۔ ان اقدامات میں سے ایک مساجد سے ملحق مدارس کے لیے نئی نصابی کتب کی اشاعت کا ہے۔ نوجوان اماموں کی تربیت از سر نو کی جائے گی۔ یہ نئی کتب سعودی عرب میں پڑھائی جائیں گی۔ نیز یہ کتب

پوری مسلم دنیا میں پھیلائی جائیں گی۔ اب دنیا بھر کی مساجد کے امام وہائٹ ہاؤس اہل کاروں کی براہ راست نگرانی میں تیار ہوں گے۔) کیا مسلمانوں کو بھی ویٹی کن اور چرچ آف انگلینڈ کے پادریوں کی تعلیم وتربیت کی سہولت دی جائے گی؟ نیز اسرائیل کے مقدس ربائیوں کی بھی؟ اور مودی دیس کے ہندو، برما کے بدھ؟ (نہ صرف نئی کتب پھیلائی جائیں گی بلکہ پرانی انتہا پسندانہ کتب ان سے واپس بھی لی جائیں گی۔ سو جناب اپنی کتب سنبھالیے! اب مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ یا مدرسہ ابو ہریرہؓ کی جگہ مدرسہ سینٹ پال اور مدرسہ سینٹ ویلنٹائن ہونے چلا ہے۔ فتنۂ دجال کے سر پر سینگ تو نہ ہوں گے۔ اس کے قدموں کی چاپ بلند آہنگ ہو رہی ہے۔ اسی میں آپ یہ بھی سن رہے ہیں کہ مدینہ میں مشہور کنواں بئر عثمانؓ جو سیدنا عثمان غنیؓ نے مسلمانوں کی ضرورت کے لیے یہودی مالک سے خرید کر وقف کر دیا تھا، اب وہاں یہودی ملکیت کا بورڈ سعودی انتظامیہ نے آویزاں فرما دیا ہے! یہودی وفد اسرائیل سے دیدار کو آنے کو ہے! ایسی خبروں کے تازیانے سہتے سہتے ہوش وحواس تاب وتواں داغ جا چکے کی سی کیفیت ہونے لگتی ہے!

ہاں آزاد دنیا اگر کہیں ہے تو طالبان امریکہ مذاکرات کی میز پر دکھائی دیتی ہے، جہاں سے سپر پاور زچ ہو ہو کر اٹھتی ہے۔ مطالبات پیش کرتی ہے اور منہ کی کھاتی ہے۔ امریکہ، انوکھا لاڈلا جب ہم سے کھیلن کو چاند مانگتا تھا تو ہم نے تو اپنے جھنڈے کے چاند تارے نوچنے کی کسر بھی نہ اٹھا رکھی۔ طالبان سے مطالبہ ہوا کہ، افغان طالبان جہاد کی دعوت وتبلیغ ترک کر دیں اور لٹریچر تلف کر دیں۔ اس پر حسبِ توقع امریکہ نے منہ کی کھائی۔ رکن دین جہاد ترک کیا ہوتا تو آج امریکہ مذاکرات کی میز پر یوں ایڑیاں رگڑ رہا ہوتا؟ طالبان نے اسے سنت رسول ﷺ قرار دیتے ہوئے دوٹوک انکار کیا کہ ترک جہاد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مسلم ممالک میں مغرب کے جنگجو یانہ عزائم نے جو قیامت برپا کر رکھی ہے، بجائے اس کے کہ مسلم دنیا یک زبان اس ظلم وجبر کے خلاف متحد ہو کر کھڑی ہو جائے، دہشت گردی کے حقیقی مرتکبین کو آئینہ دکھائے، مسلم ممالک یکے بعد دیگر، تباہی کے دہانے پر جا کھڑے ہوئے ہیں ظلم وبربریت کی اس 18 سالہ عفریت کے ہاتھوں۔ اس کی وجہ ہر ملک میں اشرف غنی نما کٹھ پتلیوں کے سوا کیا ہے!

☆☆☆

بیابہ مجلس اسرار

معاشی عدل

تاریخ انسانی کے موجودہ دَور کے بارے میں بجا طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اصلاً معاشیات اور اقتصادیات کا دَور ہے، اور عہد حاضر کا انسان فی الواقع ''معاشی حیوان'' بلکہ صحیح تر الفاظ میں مشین کے مانند صرف ایک ''ذریعۂ پیداوار'' بن کر رہ گیا ہے۔ یہاں تک کہ آج عظیم ترین سلطنتوں اور ''سپر پاورز'' کا درجہ رکھنے والی حکومتوں کی بلند ترین سطح کی پالیسیاں بھی بنیادی طور پر معاشی مفادات اور اقتصادی مصلحتوں ہی کی بنیاد پر طے ہوتی ہیں — لہٰذا عہد حاضر میں سماجی انصاف کا اوّلین اور اہم ترین تقاضا معاشی عدل اور اقتصادی انصاف ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی معاشرے میں معاشی عدل وقسط کا فقدان ہو، اور اقتصادی میدان میں ظلم اور استحصال کی بھٹی گرم ہو، اور انسان قرآن کی اصطلاح میں ''مترفین'' اور ''محرومین'' کے طبقات میں تقسیم ہو کر رہ گئے ہوں تو وہاں خواہ ''حریت، اخوت اور مساوات'' کے کتنے ہی راگ الاپے جائیں یا وعظ کہے جائیں، اور بالغ رائے دہی کی بنیاد پر جمہوریت کے کیسے ہی سوانگ رچا لیے جائیں، حقیقت کے اعتبار سے وہاں کا پورا اجتماعی نظام ''مراعات یافتہ طبقات کی آمریت'' کی صورت اختیار کر لے گا اور سماجی ومعاشرتی اور سیاسی وریاستی انصاف کے تمام دعوے باطل اور کھوکھلے قرار پائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ترجمانِ حقیقت علامہ اقبال مرحوم نے مغربی جمہوریت کا تجزیہ یا پوسٹ مارٹم ان تیکھے ہی نہیں تلخ الفاظ میں کیا ہے:

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر!

اور

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری!

اور واقعہ یہ ہے کہ یہ الفاظ نہ محض لفاظی کے مظہر ہیں نہ مبالغہ آرائی کے بلکہ صدفی صد حقیقت بنی اور صدق بیانی پر مبنی ہیں۔ اس لیے کہ وہاں سرمایہ دارانہ معیشت اور سود، جوئے اور سٹے پر مبنی اقتصادی نظام نے کروڑ پتی اور ارب پتی سرمایہ داروں کا ایک محدود طبقہ پیدا کر دیا ہے اور ملکی سیاست ان کی زر خرید لونڈی بن کر رہ گئی ہے۔ چنانچہ یہ وہ مکروہ اور گھناؤنی حقیقت ہے جس پر ''بنیادی انسانی حقوق'' اور ''حقوقِ شہریت'' کا رنگ وروغن مَل دیا گیا ہے، اور حریت فکر وعمل، آزادیٔ اظہار رائے اور بالغ رائے دہی پر مبنی ''جمہوریت'' کے حسین نقش ونگار بنا دیئے گئے ہیں!

غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور
اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
شمارہ جون 2019ء شوال المکرم 1440ھ

مشمولات

☆ آزادیٔ ہند، تحریکِ پاکستان اور قیامِ پاکستان کے بعد — علماء کا کردار — ایوب بیگ مرزا
☆ بندۂ مؤمن کے تکمیلی اوصاف — شجاع الدین شیخ
☆ پانی: قرآن اور سائنس کی نظر میں — ڈاکٹر محمد سرشار خان
☆ شرکیہ کام اور ان کا انجام — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ عید الفطر: قلب وروح کی لطافت اور تزکیہ کا دن — پروفیسر عبد العظیم جانباز
☆ روزہ اور مذاہبِ عالم — مسز بینا حسین خالدی
☆ سانحہ کرائسٹ چرچ اور اسلاموفوبیا — محمد عمران خان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور

عید الفطر کے مسنون اعمال

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

دنیا میں بسنے والی تمام ہی اقوام وملل کا یہ دستور اور طریقہ کار رہا ہے کہ وہ سال کے کچھ دن بطور جشنِ مسرت کے مناتے ہیں جسے عرف عام میں عید یا تہوار کہا جاتا ہے۔ ہر قوم وملت کے خوشی اور عید منانے کے طریقے الگ الگ ہو سکتے ہیں، لیکن مقصود سب کا خوشی منانا ہوتا ہے۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے، یہ انسان کی نفسیات کی رعایت کرتا ہے، اس لیے اس نے اپنے ماننے والوں کے لیے بھی دو دن بطور عید اور جشن مسرت کے عطا کیے ہیں۔ چونکہ یہ انسانی طبیعت اور فطرت کا تقاضا بھی ہے کہ انسان زندگی کی یکسانیت سے اکتاتا ہے، وہ کچھ وقت اور لمحات اور شب وروز، روزانہ کے معمول سے ہٹ کر ہنس بول کر خوشی اور مسرت کے کے اظہار کے ساتھ گزارنا چاہتا ہے۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ (ہجرت کے بعد) رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے (اہل مدینہ نے) دو دن کھیل کود کے لیے مقرر کر رکھے تھے آپ ﷺ نے پوچھا: یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کے بدلہ میں تمہیں ان دنوں سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں۔ ایک یوم الاضحیٰ اور دوسرا یوم الفطر۔ (ابوداؤد)

لیکن اسلامی اعیاد کا امتیاز یہ ہے کہ یہاں ہر موقع سے خواہ وہ مسرت وشادمانی اور فرط وانبساط کے مشروع مواقع ہی کیوں نہ ہوں، لیکن اسلامی حدود وقیود کی پابندی کرنی ہوتی ہے۔ ہر عمل کا طریقہ کار ہوتا ہے، نہ یہ کہ دوسری اقوام کی مانند شتر بے مہار کے مثل خوشی اور مسرت اور عید وتہوار کے نام پر اخلاقی اور انسانی اقدار وروایات کا قتل وخون کیا جائے۔ ہر طرح کی موج مستی اور عیش کوشی اور حیوانیت کی اجازت دی جائے کہ خوشی کے موقع سے انسان انسانیت کے لبادہ سے نکل کر حیوانیت اور بربریت پر اتر آئے، بلکہ ہر کام کا طریقہ کار اور اس کے اصول ہوتے ہیں، جن کو پیش نظر رکھ کر وہ عمل انجام دیا جاتا ہے۔

خصوصاً عید الفطر کی مسرت وشادمانی کی گھڑی جو منائی جاتی ہے وہ رمضان کے طویل، صبر آزما، عبادتوں وریاضتوں سے معمور جدوجہد کے بعد، جب بندہ ایک مہینہ کے روزے، راتوں کی طویل تراویح، شب گزاری، تلاوتِ قرآن، ان اعمال سے جب اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے تو اس کے بعد اس کو ان صبر آزما اور مشقت آمیز اعمال کو بخیر وخوبی انجام دینے پر یہ عید کی مسرتیں اور شادمانیاں عطا کی جاتی ہیں، پھر ان عید کے اعمال کو بھی سنت کے مطابق انجام دینا ہے۔ یہاں بھی قدم قدم پر اللہ اور اس رسول ﷺ کے احکام کو بروئے کار لاتے ہوئے عید منانی ہے، نہ یہ اپنی من مانی اور نفسانی طریق کو اپنانا ہے۔ شریعت کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ کے معمولات کے مطابق عید کے اعمال کو انجام دینا ہے۔

1۔ عید الفطر کی نماز پڑھنے میں کسی قدر تاخیر مسنون ہے اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ عید الفطر میں نماز سے پہلے صدقہ فطر نکالنا ہوتا ہے اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد جانوروں کی قربانی کا مسئلہ ہوتا ہے، اور قربانی میں عجلت مطلوب ہے۔
(ردالمحتار: 3/53، ط: زکریا دیوبند)

2۔ عید الفطر کی نماز سے پہلے مطلق نفل پڑھنا درست نہیں ہے، خواہ وہ اشراق ہو یا چاشت بلکہ مختار قول پر مکروہ ہے۔ نہ ہی مسجد وعیدگاہ میں صحیح ہے، اور نہ ہی گھر میں، البتہ نماز عید کے بعد عیدگاہ ومسجد میں نفل پڑھنا درست نہیں ہے۔ گھر میں درست ہے اور حضور کا عمل بھی یہی تھا۔
(درمختار وردالمحتار: 1/557)

3۔ عید خوشی اور حق تعالیٰ شانہٗ کی ضیافت کا دن ہے، اس لیے اس مناسبت سے غسل کرنا اور عمدہ سے عمدہ لباس پہننا اور عطر لگانا سنت ہے۔ (ردالمحتار: 1/556)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے: اللہ کے رسول ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل فرماتے تھے (ابن ماجۃ)

امام بیہقیؒ نے اس دن عمدہ لباس پہننے کے بارے میں نبی کریم ﷺ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا اثر نقل کیا ہے، نبی کریم ﷺ ہر عید میں نئی نرم منقش چادر پہنتے تھے (بیہقی)۔ حضرت نافع نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ عیدین میں عمدہ سے عمدہ کپڑا زیب تن فرماتے تھے۔

مسجد اور عیدگاہ دونوں میں عیدین کی نماز درست ہے، البتہ عیدگاہ میں افضل ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا عمل مبارک عیدگاہ میں پڑھنے کا رہا ہے۔ بلا عذر مسجد میں ادا نہیں فرمائی، التبہ بارش کی وجہ سے مسجد میں نماز ادا فرمائی (ابوداؤد، ابن ماجہ)

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے منقول ہے: نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے، سب سے پہلے آپ ﷺ نماز پڑھاتے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کی طرف رخ کر کے خطبہ کے لیے کھڑے ہو جاتے، اور لوگ بدستور صفوں میں بیٹھے رہتے۔ (بخاری)

4۔ عید الفطر کے دن تمام روزے دار اللہ جل شانہٗ کے مہمان ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کی ضیافت کی طرف سبقت کرتے ہوئے عید الفطر کی نماز سے پہلے ایک یا اس سے زائد طاق کھجور کھانا مسنون ہے اور کھجور میسر نہ ہونے کی صورت میں کوئی میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر کے روز عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ تناول فرماتے تھے (بخاری)

اور ایک روایت میں ہے اللہ کے رسول ﷺ عید الفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے چند کھجور کھا لیتے تھے اور وہ بھی طاق عدد ہی کھاتے تھے (ترمذی)

علامہ شامیؒ کہتے ہیں کہ: حدیث کی عبارت سے ظاہر ہے کہ کھجور افضل ہے، اگر کھجور میسر نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھا لے (ردالمحتار: 1/556) البتہ سویاں یا کسی اور میٹھی چیز کا پکانا ضروری ہی سمجھے تو یہ عمل شریعت کے خلاف ہوگا۔ جیسا کہ ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ عید کے دن کھجور اور دودھ سے افطار کیا جاتا ہے، یہ عمل غیر مشروع اور بدعت ہے۔ (البحر الرائق: 2170)

5۔ نماز عید کے لیے مسجد جانا ہو یا عیدگاہ کی طرف، بہر صورت پیدل جانا مستحب ہے، کیونکہ اس میں تواضع ہے۔ لیکن اگر کوئی گاڑی یا کسی دوسری سواری سے عید کی نماز پڑھنے جائے، تو نہ کوئی گناہ ہے، اور نہ کراہت۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے: اللہ کے رسول ﷺ عید کے لیے پیدل چل کر آتے اور پیدل واپس جاتے تھے (ابن ماجہ) اسی طرح کا اثر حضرت علیؓ سے بھی منقول ہے (ترمذی) اگر کوئی شخص پاپیادہ چلنے پر قادر ہو، تو عیدگاہ پیدل جانا مستحب ہے، اس لیے کہ یہ تواضع سے قریب تر ہے، ویسے سواری سے بھی جانا مکروہ نہیں ہے (کبیری:ص 524)

6۔ عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا بھی مسنون ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی عیدوں کو تکبیر سے مزین کرو (کنز العمال) عید الفطر کے موقع سے جہراً (زور سے) تکبیر نہ کہے (البحرالرائق: 2172) بہرحال ہر دم اللہ کی بڑائی اور عظمت کا خیال ذہن و دماغ میں ہو۔ اس کی یاد سے زبان تر رہے۔ ایسا نہیں کہ خوشی کے موقع سے اللہ کی یاد اور اس کے استحضار سے غفلت برتی جائے۔

7۔ اور یہ بھی مسنون ہے کہ جس راستے سے عیدگاہ جائے، اس کے علاوہ دوسرے راستہ سے واپس آئے، آپ ﷺ کا بھی معمول بھی یہی تھا کہ جس راستہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے، اسی راستہ سے واپس نہ ہوتے، بلکہ دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ (بخاری، ترمذی)

8۔ عیدگاہ جانے سے قبل صدقہ فطر بھی ادا کردے، صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل و بالغ پر جو نصاب یا اس کے مساوی مال کا مالک ہو واجب ہے، خواہ یہ نصاب نقدی کی شکل میں ہو یا مال تجارت کی شکل میں یا رہائشی مکان کی شکل میں، اس کو نماز عید سے پہلے ادا کرنا اس لیے ہے کہ غرباء اور فقراء بھی عید کی خوشیوں میں سب کے برابر شریک رہیں، نصف صاع یعنی دو پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت ادا کرے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے آخری دنوں میں لوگوں سے کہا کہ: تم اپنے روزوں کی زکوٰۃ نکالو (یعنی صدقہ فطر نکالو) رسول اکرم ﷺ نے یہ صدقہ ہر مسلمان آزاد و غلام مرد و عورت اور چھوٹے بڑے پر کھجور اور جو میں سے ایک صاع اور گیہوں میں سے نصف صاع قرار دیا ہے (ابوداؤد)

9۔ مصافحہ اور معانقہ یہ اظہار محبت کے ذرائع میں سے ہیں، اس لیے مصافحہ اور معانقہ کے بڑے فضائل احادیث میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ البتہ یہ بات قابل توجہ ہے کہ معانقہ کس جانب سے ہو تو مفتی رشید احمدؒ (صاحب احسن الفتاویٰ نے) بائیں جانب معانقہ کو معمول اور راجح بتایا ہے، چونکہ معانقہ کا مقصود ہیجان المحبۃ ہے، اس کے لیے بائیں جانب ہی راجح ہے جو محل قلب ہے (احسن الفتاوی: 8411) مفتی محمود الحسنؒ نے معانقہ کے طریقہ میں صرف ایک جانب یعنی بائیں جانب ملنے کو کافی قرار دیا ہے، تین مرتبہ نہیں جیسا کہ رواج ہے (فتاویٰ محمودیہ: 19118) جس طرح عام حالات میں دو مسلمان بھائی ملتے ہیں، تو مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں اسی طرح عیدین کی نماز کے بعد بھی اسی خیال سے ملیں۔ اس کو ضروری نہ خیال کریں اور جو حضرات مصافحہ و معانقہ نہ کریں، تو وہ قابل ملامت نہیں۔ کیونکہ وہ تارک سنت نہیں ہیں، اس لیے کہ عیدین کی نماز کے بعد خاص طور پر مصافحہ اور معانقہ کرنا مسنون نہیں ہے، بلکہ عام سنت ہے۔ اور اس عموم میں نماز عیدین کے بعد بھی شامل ہے (حاشیہ طحطاوی: ص 215) نیز عیدین کا دن خوشی و مسرت کا دن ہے، لوگ ایک دوسرے سے مل کر خوش و خرم ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دیتے ہیں، ایسے موقع سے مصافحہ و معانقہ روکے جانے میں فطری شادمانی کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے، ایک مسلمان بھائی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے دوسرا ہاتھ کھینچے، تو ہاتھ بڑھانے والے کی دل شکنی ہوگی، اس لیے ایسے موقع پر عالم کو بھی چاہئے کہ اگر کوئی آدمی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھادے، تو اس سے مصافحہ کرلے، انکار نہ کرے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز کے بعد جب ایک کی دوسرے سے ملاقات ہو، تو دونوں ایک دوسرے کو یوں دعا دے کہ تقبل اللہ منا و منکم (اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری (عبادت) کو قبول فرمائے (مجمع الزوائد)

نماز عید کی ترکیب:

نماز عید کی تکبیرات میں عموماً غلطیاں ہوتی ہیں، یعنی کونسی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے اور کب نہیں، ہاتھ کب چھوڑے اور کب باندھے، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ کل چار تکبیریں ہیں، چاروں تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور پہلی اور چوتھی تکبیر کے وقت ہاتھ باندھ لے۔ یہ یاد رکھ لے جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لے اور جہاں کچھ پڑھا نہیں جاتا، وہاں چھوڑ دے۔

تکبیر اولیٰ	ہاتھ اٹھا کر باندھ لے
تکبیر ثانیہ	ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دے
تکبیر ثالثہ	ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دے
تکبیر رابعہ	ہاتھ اٹھا کر باندھ لے

اس کے بعد قرأت اور رکوع و سجدہ کے ساتھ ایک رکعت مکمل دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے چار تکبیرات کہیں گے، پہلی تین تکبیروں میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دے اور چوتھی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: 6171)

اگر ان مسنون اعمال اور امور کی رعایت کے ساتھ ہم نماز عید کی ادائیگی کا اہتمام کریں گے تو نہ صرف یہ کہ ہمیں عید کی خوشیاں اور مسرتیں حاصل ہوں گی، بلکہ ساتھ ہی ساتھ سنت طریقے پر اس کے اہتمام کی وجہ سے ہمارا عید کا ہر عمل ہمارے لیے عبادت بن جائے گا، اللہ ہمیں توفیق ارزانی عطا کرے۔

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ ملتان شمالی کے رفیق تنظیم جناب خواجہ عبدالحق کے چچا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-8733370

☆ حلقہ لاہور غربی، سمن آباد کے مبتدی رفیق گلزار احمد وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی کی قرآن مرکز جوہر کے محمد غلام اکبر کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-2334762

☆ حلقہ کراچی وسطی کے منفرد رفیق جناب سید سلیم الدین کی خالہ و خوشدامن وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0313-4384547

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

سات خوش قسمت انسان

مولانا محمد اسلم شیخوپوریؒ

قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا، میری اور آپ کی حیثیت ہی کیا ہے، بڑے بڑے صلحاء، اتقیاء، علماء، فضلاء، اولیاء اور انبیاء علیہم السلام تک پریشان ہوں گے۔

قیامت کا دن بڑا طویل ہوگا، سب لوگ میدان حشر میں جمع ہوں گے، سورج کی تپش سے دماغ کھول رہے ہوں گے، پسینے چھوٹ رہے ہوں گے، کسی کو کسی کی خبر نہ ہوگی، کوئی سایہ نہیں ہوگا جہاں سر چھپایا جا سکے لیکن سات خوش قسمت انسان ایسے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ تلے جگہ دیں گے۔

ہم نہیں جانتے کہ اللہ کے سایہ کا صحیح مفہوم کیا ہے، ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے فرما دیا کہ وہ اللہ کے سائے میں ہوں گے تو یقیناً وہ سائے ہی میں ہوں گے۔

☆ وہ سات خوش قسمت انسان جنہیں میدان حشر میں اللہ تعالیٰ خاص طور پر سایہ عطا فرمائیں گے ان میں سے پہلا وہ عادل بادشاہ ہوگا جس کی مملکت میں عدل کی حکمرانی ہو، ہر شخص کی عزت اور مال جان محفوظ ہو۔

ظالموں کا ہاتھ مروڑا جائے اور مظلوموں کی دادرسی کی جائے رشوت اور سفارش کے بغیر ہر جائز کام ہو جاتا ہو،

کوئی بیمار علاج سے محروم نہ رہے،

کوئی غریب بھوکا نہ سوئے،

کوئی بچہ تعلیم سے محروم نہ رہے،

جی ہاں جس مملکت میں اسلامی عدل کی حکمرانی ہو گی وہاں ایسے ہی ہوگا، ظالم آزاد نہیں ہوں گے، مظلوم بے سہارا نہیں ہوں گے۔ غریب اور بیمار فٹ پاتھوں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر نہیں مریں گے۔ قانون فروخت نہیں ہوگا۔ تھانوں اور عدالتوں کی بولی نہیں لگے گی۔

جو حکمران اپنی مملکت میں یہ نظام قائم کرے گا اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خاص طور پر سایہ عطا فرمائیں گے۔

☆ دوسرا شخص جسے سایہ عطا کیا جائے گا وہ نوجوان ہو گا جس کا عبادت میں خوب دل لگتا ہوگا۔

جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ شباب لاجواب ہوتا ہے۔ خواہشات کا سیلاب ہوتا ہے، ترغیبات کا سراب ہوتا ہے، پانی میں بھی نشۂ شراب ہوتا ہے۔ شہوات کی آندھیاں نوجوان انسان کا رخ موڑ دینا چاہتی ہیں جو نوجوان ان آندھیوں کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھتا ہے وہ اللہ کا محبوب اور پیارا بن جاتا ہے۔

شیخ سعدیؒ نے خوب کہا ہے:

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ زادہ میشود پرہیز گار

''جوانی میں توبہ کر کے نیک راستے پر چلنا یہ پیغمبروں کا شیوہ ہے۔ بڑھاپے میں تو بھیڑیے کا بچہ بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔''

☆ تیسرا شخص جسے میدان حشر میں سایہ عطا کیا جائے گا وہ ہوگا جس کا دل مسجد سے اٹکا رہتا ہو۔ وہ اگر مسجد سے نکل بھی آتا ہو تو بھی اسے اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک وہ مسجد میں واپس نہ چلا جائے۔

یعنی وہ پکا نمازی جو پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرتا ہو وہ اگر دوکان پر بھی بیٹھا ہو تا اس کے کان اذان کی آواز کی طرف لگے رہتے ہیں۔ وہ اگر ٹوکری اٹھا کر مزدوری کر رہا ہو تو بھی اس کا ذہن نماز کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ وہ اگر ملازمت کی ذمہ داریاں ادا کر رہا ہو تو بھی اس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے ''دست بکار دل بہ یار'' کہ ان کے ہاتھ تو کام کاج میں مصروف ہوتے ہیں مگر ان کا دل اپنے یار کی یاد میں مصروف ہوتا ہے۔

☆ چوتھے نمبر پر جن دو آدمیوں کو آپ ﷺ نے عرش الٰہی کے سائے کی بشارت سنائی ہے وہ ہیں جو آپس میں صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتے ہوں۔

دنیا میں ذاتی اغراض کے لیے محبت کرنے والے اور مال و دولت کی خاطر تعلق رکھنے والے تو بہت پائے جاتے ہیں مگر ایسے لوگ جو کسی ذاتی مفاد اور لالچ کی بنا پر نہیں بلکہ صرف اللہ کی رضا کے لیے آپس میں محبت کرتے ہوں، ایسے لوگ بہت کم ہیں مگر اللہ کو یہی لوگ پسند ہیں جن کی محبت اور دوستی جن کی عداوت اور دشمنی، جن کا تعلق اور قطع تعلقی صرف اللہ کے لیے ہو۔

☆ پانچواں شخص جس کے ساتھ قیامت کے دن خصوصی معاملہ کیا جائے گا وہ ہوگا جو کہ خلوت میں اللہ کو یاد کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہوں۔

یعنی وہ شخص جو ایک طرف اللہ تعالیٰ کے بے پناہ انعامات پر نظر ڈالتا ہے اور دوسری طرف اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں وہ رو رو کر معافی مانگتا ہے، اس کا رونا کسی کو دکھانے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ صرف اللہ کے ڈر سے ہوتا ہے اور یہ حدیث تو آپ نے سنی ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آنکھ اللہ کے خوف سے روتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا دو قطرے اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہیں: ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے آنکھوں سے ٹپکے اور دوسرا خون کا قطرہ جو جہاد کرتے ہوئے مجاہد کے جسم سے گرے۔

☆ چھٹا خوش قسمت انسان وہ ہوگا جس کو کسی خاندانی عورت نے گناہ کی دعوت دی لیکن اس نے یہ کہہ کر اس کی دعوت کو رد کر دیا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔

وہ نوجوان ہے صحت مند ہے، قوت و طاقت ہے۔

دعوت دینے والی بھی کوئی گری پڑی عورت نہیں بلکہ بڑے خاندان کی ہے خاندانی عزت بھی ہے، جسمانی وجاہت ہے، تنہائی اور خلوت بھی ہے، رغبت اور شہوت بھی ہے، پرکشش دعوت بھی ہے، کوئی دیکھنے والی آنکھ بھی نہیں، قانون کی رسائی نہیں، مگر وہ صرف اللہ کے ڈر سے اس دعوت کو رد کر دیتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت خاصہ کا مستحق بن جاتا ہے۔

☆ ساتواں خوش قسمت وہ انسان ہے جس نے کسی (مستحق) کو صدقہ دیا لیکن اس قدر چھپا کر دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے اور کتنا دیا ہے۔

یاد رکھیں! جو صدقہ اور خیرات شہرت اور دکھلاوے کے لیے دیا جاتا ہے اللہ کی نظر میں اس کی قیمت مٹی کے ذرے کے برابر بھی نہیں ہوتی، لیکن جو صدقہ اور خیرات اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا اجر و ثواب کئی گنا بڑھا کر دیتے ہیں۔

اخلاص کے ہونے سے تھوڑے سے صدقہ کا اجر بڑھ جاتا ہے اور اخلاص کے نہ ہونے سے اجر کم ہو جاتا ہے۔

آیئے! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان سات خوش قسمت انسانوں میں سے بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ!

حاجی محمد حنیف طیب

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں باہمی تعارف و پہچان کے لیے انسانوں کو جس طرح مختلف قبیلوں، قوموں اور خاندانوں میں پیدا کیا، اسی طرح بعض انتظامی و تکوینی حکمتوں اور آزمائشوں کے تحت، ان میں مال و دولت اور پیشہ و منصب کے اعتبار سے تفاوت رکھا۔

کسی کو مال دار بنایا تو کسی کو نادار، کسی کو حاکم تو کسی کو محکوم، لیکن ربانی تعلیمات اور الوہی ہدایت سے بے خبر انسانوں نے اس تفاوت کو عزت و بڑائی کا معیار بنالیا۔ مادی وسائل کی فراوانی اور جاہ و منصب کے نشہ میں مست لوگوں نے غریب و مفلس اور محکوم لوگوں کو نہ صرف ذلیل و حقیر جانا بلکہ ان بے کسوں کو ہر طرح کے مظالم اور تشدد کا نشانہ بھی بنایا۔

حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل اس عالم میں جہاں اور بہت سی خرابیاں تھیں، وہاں ایک بہت بڑا فساد یہ تھا کہ دنیا میں ہر طرف غریب و مفلس، مسکین اور بے کس لوگ نہ صرف معاشی و معاشرتی عزت سے محروم تھے بلکہ وہ ظلم کی چکی میں پس رہے تھے اور کوئی ان کا پُرسان حال نہ تھا۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے آسمانوں اور زمینوں کے خزانوں کی چابیاں رکھنے کے باوجود فقراء کی دل جوئی کے لیے ساری زندگی فقر و فاقے میں گزاری۔ آپ ﷺ نے خندقیں کھودیں، بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھے، مہینوں تک کاشانہ مقدس میں آگ نہ جلی، قرض لیا اور ہر وہ کام کیا جس کا عام طور پر غرباء کو سامنا کرنا ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، مفہوم: ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ نیکی کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بیواؤں اور محتاجوں کی خدمت و اعانت کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے برابر ہے یا اس نیکوکار کے برابر ہے جو عمر بھر دن کے روزے اور ساری رات عبادت کرے۔ (بخاری)

حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت فرمائی: ''اے عائشہ کسی بھی محتاج و ضرورت مند کو مایوس نہ لوٹانا، خواہ کھجور کی گٹھلی ہی کیوں نہ دے سکو، مزید یہ کہ غریب اور محتاج لوگوں سے محبت کیا کرو اور ان سے قربت حاصل کیا کرو۔ بے شک (اس کے صلے میں) اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تمہیں اپنے قرب سے نوازیں گے۔'' (ترمذی)

مذکورہ بالا روایت ہمیں متوجہ کر رہی ہیں کہ رب کریم کی رضا کے طلب گارو! اس کے بندوں سے محبت کرو۔ اس کی مخلوق کی مدد کرو، پریشان حال لوگوں کے دکھوں کا مداوا کرو کہ یہی مقصود عبادت اور یہی منشاء دین اسلام ہے۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے منسوب ہے کہ آپ نے عالم کشف میں باری تعالیٰ سے پوچھا کہ یا باریِ تعالیٰ! تُو کہاں رہتا ہے؟ میں تجھے ملنا چاہتا ہوں۔ بارگاہ الوہیت سے جواب آیا اگر مجھے پانا چاہتا ہے تو شکستہ خاطر لوگوں کی دعوت کیا کر۔ ان کی دعوت سے تُو مجھے اپنے قریب پائے گا، ایک ماں کو اپنی اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے باری تعالیٰ کو اس سے کئی گناہ زیادہ اپنی مخلوق سے محبت و شفقت ہوتی ہے، وہ ذات اسی سے زیادہ پیار کرے گی جو اس کے بندوں کے دکھ سکھ کو اپنا دکھ سکھ سمجھتے ہوئے ان کی دل جوئی اور غم خواری کرے گا، اس لیے تاج دار کائنات ﷺ نے انسانوں میں اُس شخص کو افضل و بہتر قرار دیا جو خالق کائنات کے بندوں کا زیادہ خیر خواہ اور نفع بخش ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ کا مفہوم ہے کہ بہترین انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہو۔

ایک مرتبہ مسجد نبوی میں سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے غریب مہاجر صحابہؓ کو ایک طرف حلقہ باندھے دیکھا۔ آپ ﷺ بھی انہی کے ساتھ آکر بیٹھ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں بھی اپنی جگہ سے اُٹھ کر ان کے قریب کھڑا ہوگیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: فقراء مہاجرین کو بشارت ہو کہ وہ دولت مندوں سے چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس خوش خبری سے ان فقراء کے چہرے خوشی سے چمک اُٹھے۔

غریبوں کے والی، فقیروں کے غم گسار آقا ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ سرکار دو عالم ﷺ مساکین کی عیادت فرماتے، فقراء کے پاس مجلس کرتے اور کوئی غلام بھی دعوت دیتا تو اسے قبول فرماتے۔ تاج دار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھالے اور اُس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا پڑا ہو۔'' (بیہقی)

امام حسنؒ سے پوچھا گیا کہ ارشاد رسول ﷺ میں پڑوسی سے کون مراد ہے؟ امام حسنؒ نے فرمایا: چالیس گھر سامنے اور پیچھے، چالیس گھر دائیں اور بائیں۔ (ادب المفرد)

معلم انسانیت ﷺ نے ہمسایوں کا اس قدر خیال رکھنے کی تعلیم دی کہ کوئی بھوکا نہ سوئے۔ لیکن آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے اتنے بے نیاز اور بے پروا ہیں کہ ہمسائے کی بھوک دور کرنا تو دُور کی بات ہے، ہمیں سال ہا سال تک اتنا بھی پتا نہیں ہوتا کہ ہمارے دائیں بائیں یا فلیٹس کی صورت میں اوپر نیچے کون رہتا ہے؟ آج کے مشینی دور نے دنیا کو تو گلوبل ویلج بنا دیا ہے لیکن پاس رہنے والوں سے غافل کردیا۔

ہمیں مشہور صوفی بزرگ حضرت بشیر حافیؒ کے اس عمل سے بھی راہ نمائی لینی چاہئے جو شدید سردی میں گرم اور موٹے کپڑے دیوار سے لٹکا کر خود عام کپڑوں میں ٹھٹھرتے رہتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے کہ میں شہر یا گاؤں کے سارے محتاجوں اور ضرورت مندوں کو گرم کپڑے مہیا تو نہیں کرسکتا البتہ ان کی تکلیف کو محسوس کرنے کے لیے اپنے اوپر بھی ان جیسی کیفیت طاری کر رہا ہوں۔

☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

☆ ہفت روزہ ندائے خلافت کے ادارتی معاون فرید اللہ مروت کی بیٹی بیمار ہے۔

☆ حلقہ پنجاب شرقی کے منفرد رفیق غلام صابر شاہد عارضہ گردہ میں مبتلا ہیں۔

برائے عیادت: 0311-4964511

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

چاند رات میں عبادت کرنے کی فضیلت

مفتی محمد وقاص

چاند رات جسے ہم لہو ولعب ، کھیل کود اور عید کی شاپنگ اور خریداری وغیرہ جیسے کاموں میں گزار دیتے ہیں اپنے اندر بے پناہ فضائل و انعامات اور بے شمار فوائد و برکات سموئے ہوئے ہے۔ اس رات میں ایمان اور ثواب کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے سامنے عبادت کے لیے کھڑا ہونا، کلام الٰہی کی تلاوت کرنا ، ذکر و تسبیحات اور کثرت سے استغفار کرنا اور رات کی تاریکی میں اپنے رحیم وکریم مالک سے راز و نیاز کرنا اس رات کے فضائل اور آداب میں سے ہے ۔ اور فقہاء نے دونوں عیدوں کی رات کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کو مستحب لکھا ہے۔

چھوٹی بڑی دونوں عیدوں کی راتوں میں شب بیداری اور عبادت کرنے کی فضیلت اور ثواب متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے ۔ چنانچہ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورِ اقدس ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: جنت کو رمضان شریف کے لیے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضانُ المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے، (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں، جس سے ایسی دِل آویز سُریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اِس سے اچھی آواز کبھی نہیں سُنی ، پس خوش نما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑے ہوکر آواز دیتی ہیں: کوئی ہے اللہ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تاکہ حق تعالیٰ شانہ اُس کو ہم سے جوڑ دیں؟ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ: یہ کیسی رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ: رمضانُ المبارک کی پہلی رات ہے ، جنت کے دروازے حضرت محمد ﷺ کی اُمت کے روزہ داروں کے لیے (آج) کھول دیئے گئے ہیں۔ (مشکوٰۃ کتاب الصوم)

حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہ داروغہ رضوان سے فرماتے ہیں کہ: جنت کے دروازے کھول دو! اور مالک (یعنی جہنم کے داروغہ) سے فرماتے ہیں کہ: احمد ﷺ کی اُمت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردو! اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ: زمین پر جاؤ! اور سرکش شیاطین کو قید کردو! اور اُن کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو، تاکہ یہ میرے محبوب ﷺ کی اُمت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ (مشکوٰۃ)

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ: وہ تین مرتبہ یہ آواز لگائے کہ: ہے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطاء کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اُس کی توبہ کو قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اُس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے ایسا غنی جو نادار نہیں، اور ایسا پورا پورا اداء کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا؟۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ رمضان شریف میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہوچکے ہوتے ہیں، اور جب رمضان کا آخری دِن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آخری رمضان تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کیے گئے ہوتے ہیں اُن کے برابر اُس ایک دِن میں آزاد فرماتے ہیں۔

اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو اُس رات حق تعالیٰ شانہٗ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو (زمین پر اُترنے کا) حکم فرماتے ہیں، وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں، اُن کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے، جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کرتے ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ کے سو (100) بازو ہیں جن میں سے دو بازو صرف اسی ایک رات میں کھولتے ہیں، جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ: جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اُس کو سلام کریں اور اُس سے مصافحہ کریں اور اُن کی دُعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے، جب صبح ہوجاتی ہے تو حضرت جبرئیلؑ آواز دیتے ہیں کہ: اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو!۔ فرشتے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے احمد ﷺ کی اُمت کے مؤمنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا؟۔ وہ کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے اِن پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہ نے عرض کیا: وہ چار شخص کون سے ہیں؟۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

1۔ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو۔
2۔ دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔
3۔ تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور ناطہ توڑنے والا ہو۔
4۔ چوتھا وہ شخص جو (دِل میں) کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔

پھر جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس رات کا نام آسمانوں پر لیلۃ الجائزہ (یعنی انعام کی رات) رکھا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اُتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی آواز سے (کہ جس کو جنات اور انسانوں کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے) پکارتے ہیں کہ: اے حضرت محمد ﷺ کی اُمت! اُس کریم رب کی (درگاہ) کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطاء فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے، پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ: کیا بدلہ ہے اُس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو۔

وہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے معبود اور ہمارے مالک! اُس کا بدلہ یہی ہے کہ اُس کی مزدوری اُس

کو پوری پوری دے دی جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُن کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضاء اور مغفرت عطاء کردی۔ اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے: اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم! آج کے دِن اپنے اِس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے میں پورا کروں گا اور دُنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اُس میں تمہاری مصلحت دیکھوں گا۔ میری عزت کی قسم! کہ جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور اُن کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے ذلیل اور رُسوا نہیں کروں گا۔ بس! اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ! تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اِس اُمت کو افطار (یعنی عید الفطر) کے دِن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کِھل جاتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت ابو اُمامہ الباہلیؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں ثواب کی نیت سے عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو اُس کا دِل اُس دِن نہیں مرے گا جس دِن اور لوگوں کے دِل مردہ ہوں گے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: (دِل کے مردہ ہونے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ) فتنہ وفساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھاتی ہے، اِس کا دِل زندہ رہے گا۔ (اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ) ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن (اس سے) مراد ہو کہ اس کی رُوح بے ہوش نہ ہوگی۔ (فضائل رمضان)

حضرت معاذ بن جبلؓ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: جو شخص پانچ راتوں میں (عبادت کے لیے) جاگے اُس کے واسطے جنت واجب ہو جاتی ہے (اور وہ پانچوں راتیں یہ ہیں):

1۔ لیلۃ الترویہ (یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات)
2۔ لیلۃ العرفہ (یعنی 9/ ذی الحجہ کی رات)
3۔ لیلۃ النحر (یعنی 10/ ذی الحجہ کی رات)
4۔ لیلۃ الجائزہ (یعنی عید الفطر کی رات) جسے ہم لوگ چاند رات کہتے ہیں۔
5۔ لیلۃ البراءت (یعنی 15/ شعبانُ المعظم کی رات) جسے ہم لوگ شب براءت کہتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب وفضائل رمضان)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ: پانچ راتیں ایسی ہیں کہ اُن میں مانگے جانے والی دُعاء کبھی ردّ نہیں ہوتی (یعنی ضرور قبول ہوتی ہے اور وہ پانچوں راتیں یہ ہیں):

1۔ شب جمعہ (یعنی جمعہ کی رات)
2۔ غرۂ رجب (یعنی ماہِ رجب المرجب کی پہلی رات)
3۔ ماہِ شعبانُ المعظم کی پندرھویں رات۔
4۔ عید الفطر کی رات (چاند رات)
5۔ عید الاضحیٰ کی رات۔ (ماثبت بالسنہ فی احکام السنہ)

عید الفطر (یعنی چاند) رات کو حدیث شریف میں لیلۃ الجائزہ (یعنی انعام والی رات) کہا گیا ہے، گویا اِس رات میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اپنے بندوں کو انعام دیا جاتا ہے، اس لیے بندوں کو بھی چاہیے کہ وہ اِس رات کی حد درجہ قدر کریں اور اسے غنیمت سمجھیں کہ یہ رات بھی دیگر راتوں کی طرح خصوصیت سے عبادت میں مشغول رہنے کی ہے۔

یاد رہے کہ ان پانچوں راتوں میں شب بیداری کے لیے کوئی خاص طریقہ اور کوئی خاص عبادت مقرر نہیں ہے، بلکہ اپنے طبعی نشاط اور اپنے فطری ذوق کے مطابق جس طرح بھی آسانی سے ہوسکے عبادت کرلینی چاہیے، البتہ عشاء اور فجر کی نماز مرد حضرات کو ضرور مسجد میں جاکر باجماعت ادا کرنی چاہیے اور خواتین کو اپنے گھر میں مناسب وقت میں پڑھنی چاہیے۔

خوبصورت مضامین کا گلدستہ

- مکاتیبِ نبوی ﷺ کی دریافت
- تحریکِ ختمِ نبوت کا تاریخی جائزہ
- موافقاتِ عمر اور اولیاتِ عمرؓ
- نماز کے آداب اور ہماری کوتاہیاں
- روزے کے فضائل ومسائل
- صدقہ فطر اور عید الفطر اور شوال
- حج بیت اللہ: شرائط اور ادائیگی کا طریقہ
- نومولود، میت اور مزدور کے حقوق
- تعلیمِ نسواں اور ہماری ذمہ داریاں
- اپریل فول اور ویلنٹائن کی بربادیاں

اور اس جیسے اکتیس علمی وتحقیقی مضامین کا مجموعہ

ھِدایت کی کرنیں

حافظ محمد براھد

دیدہ زیب ٹائٹل ❁ امپورٹڈ بک پیپر ❁ اعلیٰ معیاری طباعت
❁ صفحات: 328 ❁ قیمت: صرف 300 روپے

شائع کردہ
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501

Importance and Tips for the Last 10 Nights of Ramadan

The last 10 nights of Ramadan are believed to be the most important opportunities for worship during the holiest month in the Islamic calendar.

It is believed that the first revelation of the Holy Qur'an was revealed to the Prophet Muhammad *(SAAW)* during the final 10 nights of Ramadan in 610 AD. The exact night of the revelation is not known, but it is most commonly believed to be on 27th night of Ramadan. This is called *'Laylat al-Qadr'* or the 'Night of Power'.

Muslims all over the world follow the example of the Prophet Muhammad *(SAAW)*, by spending the last 10 nights of Ramadan awake late into the night, worshipping Allah *(SWT)* by praying and reading the Qur'an.

A large number of Muslims also make special arrangement for *'Itikaf'* (which literally means seclusion). *Itikaf*, as a religious ritual, means to be in isolation in a Masjid (for men) or at home (for women) with the intention of solely dedicating your time to the worship of Allah *(SWT)*.

Muslims believe that *Laylat al-Qadr* is the best time to ask for Allah's *(SWT)* forgiveness, although staying up late and worshiping during the other 9 final nights of Ramadan is understood to bring immense spiritual rewards.

It is narrated from Abu Hurayrah (RA) that the Holy Prophet (SAAW) said *(translation)*, "Whoever stays up and prays on Laylat Al-Qadr out of faith and in the hope of reward, his previous sins will be forgiven."

(Ref: Al-Bukhari and Muslim)

Following are some practical tips for the last 10 nights of Ramadan to ensure that our readers receive great blessings during this holy time.

1. If you do not feel as though you have given your best so far in Ramadan, do not despair! The last 10 nights are still your opportunity to receive forgiveness and greater spiritual rewards. Approach this time with commitment and positivity.
2. Put the effort in throughout each of the 10 final nights of Ramadan. Do not wait until the 27th night to give it your all.
3. *Du'a* is a prayer of supplication, where Muslims have the opportunity to ask Allah *(SWT)* for the things they need. Why not prepare a short *du'a* list so you know exactly what you want to ask for, not just for yourself and your family, but for people around the world who are experiencing suffering and hardship.
4. Get your family involved. For the late nights of prayers, do not forget to wake up your family members to remind them to take part. Even children can stay up a little later on the last 10 nights of Ramadan.
5. Stay well-rested during the day. It will leave you energized for the nights of worship.
6. Worship Allah *(SWT)* looking your best. How we present ourselves has a significant psychological effect, so

wear something you feel smart and confident in.

7. Prepare the place where you intend to pray, whether at the mosque (for men) or in your home (for women), to ensure that you have everything you need with you. Distractions can easily break your concentration.
8. Mix it up. If you find yourself becoming tired, why not vary your acts to worship? If you are reading the Qur'an, switch periodically to present a *du'a* to Allah *(SWT)* or listen to a lecture from an Islamic scholar.
9. These nights of worship are not the time to be updating your social media accounts and telling your friends how spiritual you feel. This holy experience is between you and Allah *(SWT)*, so turn off your phone and laptop if you can.
10. Although the last 10 days of Ramadan might be tiring, try to stay focused. Renew your intentions, remember how great the blessings and spiritual rewards are on these 10 holy nights, and think of the forgiveness you will receive on *Laylat al-Qadr* (the 'Night of Power'). Trust Allah *(SWT)* and do not let any doubt or selfish thought sully your mind during your worship.

Last, but not the least, do not forget to recite the *du'a* of *Laylat al-Qadr*. It has been reported by [the Mother of the Faithful] Hazrat Aisha *(RA)* that the Holy Prophet *(SAAW)* supplicated during the last ten days of Ramadan with the *du'a*: ***(translation)*** **"O Allah, You are Most Forgiving, and You love forgiveness; so forgive me."** ***(Ref: Ahmad, Ibn Majah, Tirmidhi).***

Compiled by the Editorial Team of Nida-e-Khilafat

رفقاء متوجه ہوں

ان شاءاللہ

''دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی،
23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور'' میں
14 تا 16 جون 2019ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مبتدی وملتزم
نظریاتی ریفریشر کورس

کا انعقاد ہورہا ہے

1- جن رفقاء کو ملتزم تربیتی کورس مکمل کیے ہوئے پانچ سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، ان کی نظریاتی ریفریشر کورس میں شرکت ترجیحی بنیادوں پر مطلوب ہوگی جبکہ مبتدی نظریاتی ریفریشر کورس میں مبتدی نصاب کا مطالعہ نہ کرنے والے رفقاء کی شرکت ترجیحی بنیادوں پر مطلوب ہوگی۔ البتہ امیر حلقہ کی اجازت سے احباب بھی شامل ہوسکتے ہیں۔
2- اس کورس سے جو مبتدی/ ملتزم رفقاء گزریں گے ان کے مبتدی/ ملتزم نصاب کا مطالعہ/ سماعت مکمل متصور ہوگی۔
3- جو رفقاء اس کورس میں جزوی شرکت کریں گے وہ جس قدر نظریاتی ریفریشر کورس کے نصاب/ موضوعات سے گزریں گے، اس کے بقدر مبتدی/ ملتزم نصاب کے موضوعات کا مطالعہ/ سماعت مکمل متصور ہوگی۔
4- اس کورس میں وہ مبتدی/ ملتزم رفقاء بھی شامل ہوسکیں گے جنہوں نے ابھی مبتدی/ ملتزم تربیتی کورس نہ کیا ہو۔ البتہ نظریاتی ریفریشر کورس میں شرکت رفیق کو مبتدی/ ملتزم تربیتی کورس سے مستثنیٰ نہیں کرے گی اور مبتدی/ ملتزم تربیتی کورس اسے بہرحال کرنا لازم ہوگا۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

نوٹ: مذکورہ بالا کورس اکتوبر اور دسمبر 2019ء میں بھی ان شاءاللہ منعقد ہوگا۔ لہٰذا مبتدی/ ملتزم رفقاء حسبِ سہولت شرکت کا اہتمام کریں۔

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

ادارہ ندائے خلافت کی جانب سے قارئین کو

عیدمُبارک

نیز قارئین نوٹ فرمالیں کہ عیدالفطر کی تعطیلات کی وجہ سے پریس اور ادارہ کے دفاتر بند رہیں گے۔ بنابریں ندائے خلافت کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.22

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore